ماہنامہ
وہاڑی ٹائمز
لاہور
چیف ایڈیٹر: کامران مختار خان
اپریل 2007 جلد نمبر 1 شمارہ نمبر 2 قیمت: 20 روپے
ولادت باسعادت سردار الانبیاء
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
جنھے لاہور نئیں ویکھیا او جمیا ای نئیں
صدام حسین
مرد آہن یا امریکہ کا جوریا!
ضلع وہاڑی کو یہ شرف حاصل ہے کہ
برصغیر کے پہلے ولی یہاں مدفون ہیں
ایم کیو ایم کی منفی سوچ
WW2
دوسری جنگ عظیم اور یہودیوں کا قتل عام
چیف جسٹس پاکستان افتخار چوہدری اور حکومت پاکستان
بحران ۔۔۔۔ کیا ہوگا؟

حضرت شیر محمد رحمتہ اللہ علیہ

تحریر: طارق خان

حضرت شیر محمد المعروف بہ

دیوان چاولی مشائخ رحمتہ اللہ علیہ

(بیورو چیف آفس وہاڑی خصوصی اشاعت)

ماہنامہ وہاڑی ٹائمز آج اپنا پہلا ایڈیشن شائع کر رہا ہے۔ ہم اس موقع پر حضرت شیر محمد المعروف دیوان چاولی مشائخ کے حالات زندگی مفصل شائع کر رہے ہیں اور کوشش کریں گے کہ قارئین کو تفصیلاً بمعہ فوٹو دکھا سکیں۔ اس کے لئے ادارہ نے تین رکنی ٹیم دیوان صاحب بھیجی تھی۔

صوفیائے عظام نے برصغیر پاک و ہند کے ظلمت کدوں کو نور اسلام سے منور کیا اور اپنے قول و فعل سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوہ حسنہ لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ یہ انہی بزرگان دین کی بے لوث اور قول صالحانہ کوششوں کا نتیجہ تھا کہ برصغیر میں اتنی بڑی تعداد میں لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے اور بیسوی صدی کے وسط میں پاکستان جیسی اسلامی مملکت معرض وجود میں آئی۔ ان مبلغین اسلام کی سوانح و تعلیمات سے عوام کو آگاہ کرنا ان کے عظیم مشن کو زندہ رکھنا ہے۔ ماہنامہ۔ وہاڑی ٹائمز آئندہ بھی یہ سلسلہ جاری رکھے گا اور کوشش کرے گا کہ ضلع وہاڑی کے صوفیائے کرام کے حالات زندگی مفصل شائع کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ ادارہ کو ہمت دے (آمین)

دربار شریف کا گنبد

ضلع وہاڑی کو یہ شرف حاصل ہے کہ برصغیر کے پہلے ولی یہاں مدفون ہیں

خاندانی حالات:۔

بعض تذکروں میں مذکور ہے کہ حضرت شیر محمد المعروف دیوان صاحب کا خاندانی نام رائے چاولہ اور بعض روایتوں کے مطابق جہاں چادر تھا مگر قبول اسلام کے بعد آپ شیر محمد کہلائے۔ آپ اس علاقہ کے راجہ سپال یا مہی پال کے بیٹے تھے جس کا باپ رائے لکھن راجپوت قوم ڈھوڈی کا سردار تھا۔ راجہ سپال یا مہی پال بدھ مت کا پیروکار اور مہاراجہ سندھ کا تعلقہ دار تھا۔ اس راجہ کی ایک رانی چونیاں ضلع قصور کی رہنے والی تھی اور ذات کی کمبوہ تھی۔ حضرت دیوان صاحب اس رانی کے بطن سے 30ھ (650-51ء) کو پیدا ہوئے۔ آپ کی بہن (کنگن برس) کی ماں بھی یہی رانی تھی۔ یہ رانی جہیز میں ایک گاؤں لائی تھی۔ جس کا نام اُس نے اپنی بیٹی کے نام پر (کنگن پورہ) رکھا۔ یہ گاؤں اب بھی چونیاں ضلع قصور میں واقع ہے۔

قبول اسلام:۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ والی سندھ اور اہل اسلام کے درمیان معرکہ آرائی میں قلعہ کھوتوال کی فوج نے والی سندھ کا ساتھ دیا۔ جس میں راج کمار جہاں چادر بھی شامل تھے معرکہ میں اہل اسلام کو فتح ہوئی اور جہاں چادر بھی قیدی بنا کر مدینہ بھیج دیے گئے۔ سرزمین عرب میں آپ دین حق کی سچائی سے متاثر ہوئے اور حضرت امام حسینؓ کے دست حق پر بیعت کی۔ اپنے قیام عرب کے دوران حضرت دیوان چاولی مشائخ نے حج بھی کیا اور ملک عرب اور گرد و نواح کے علاقوں کی سیاحت بھی کی۔ آپ نے حضرت اویس قرنیؒ کی مزار پر حاضری دی اور چند روز اعتکاف کر کے فیض روحانی حاصل کیا۔ اس روایت میں کہا گیا ہے کہ حضرت دیوان چاولی مشائخ 712ء میں محمد بن قاسم کی فوج میں شامل ہو کر برصغیر واپس آئے۔

شہادت:۔

حضرت دیوان صاحب اور (کنگن برس) کا ایمان لانا آپ کے باقی اور برادری والوں کو ناگوار گزرا اور وہ آپ کی جان لینے کے لئے موقع کی تلاش میں رہنے لگے۔ ایک روز آپ نے اپنا چوبی عصا زمین میں گاڑا اور نماز پڑھنے لگے۔ برادری والوں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور حالت نماز میں آپ کو شہید کر دیا۔ یہ واقع بقول مولانا محمد الدین 27 رمضان (131ھ) کا ہے۔ وہ عصا جو آپ نے شہادت سے قبل زمین میں گاڑا تھا "منی" کے نام سے مشہور ہے۔ اور آپ کی جائے شہادت کی نشاندہی کرتا ہے۔ بعد میں آپ کے برادری والوں کو اپنے کیے پر ندامت ہوئی اور وہ سب مسلمان ہو گئے۔

بہن کنگن برس آپ کی شہادت کا صدمہ برداشت نہ کر سکیں اور وفات پا گئیں۔ مگر منشی چند نے لکھا ہے کہ بعد وہ کنگن برس ہمشیر وان کی بھی اسی جگہ متصل قبر اپنے بھائی کے زندہ داخل ہو گئی۔

(کنگن برس) کی قبر کو ایک پنجرے سے مشہور کر دیا گیا ہے۔ جس پر کپڑا پڑا رہتا ہے یہ غالباً پردہ داری کا لحاظ رکھتے ہوئے کیا گیا ہے کہ موصوفہ کی قبر بھی محرموں کی نگاہ سے پوشیدہ رہے۔

کرامات و روحانی عظمت:۔

حضرت دیوان چاولی مشائخ رحمتہ اللہ علیہ صاحب کشف و کرامات تھے۔ آپ کی بہت سی کرامات عوام میں مشہور ہیں۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر، حضرت بہاؤ الدین زکریا

یہ وہ درخت ہے جہاں پاگلوں کو باندھا جاتا ہے اور پیچھے قبرستان ہے

ملتانی، حضرت جلال الدین شیر شاہ اور حضرت عثمان مروندی شہباز قلندر نے اس درگاہ سے اکتساب فیض حاصل کیا گورو نانک نے بھی یہاں چلہ کشی کی اور مراد حاصل کی۔ اس درگاہ سے فیض پانے والے کچھ اور درویشوں کا تذکرہ بھی روائتوں میں کیا جاتا ہے۔ مثلاً یوسف سائیں فقیر، شہال شاہ، علی حیدر سندھل، شیخ محمد چاولی، شیخ موچی، اور محمد مراد کھرل وغیرہ۔ علی حیدر سندھل شیخ محمد چاولی۔ جب آپ کا شہرہ سُن کر درگاہ کی زیارت کو چلے تو انہیں خیال گزرا کہ اگر حضرت دیوان چاولی مشائخ صاحب کرامات ہیں تو ہمیں چاول کھلائیں گے۔ چنانچہ انہیں جنگل میں چاولوں کا پکا پکایا دیگچا مل گیا اس پر علی حیدر سندھل نے کہا۔

جے دل چاہے مٹھے چاولاں تے
چاسورے پیر مٹھے چاولی نوں
جو چل آوے سو پھل پاوے
دیندا ہے خیراتا ولی نوں
جے چاہے چانوازے حیدر
موچی سندھل 'چاولی نوں

محمد مراد کھرل جو موضع نور شاہ کا رہنے والا تھا، یہاں آیا اور چند روز اعتکاف کیا۔ حضرت دیوان صاحب نے خواب میں اسے ہدایت کی اسم ''ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو'' کو اس طرح پڑھو کرو کہ ''ھو'' کو سانس ختم ہونے تک کھینچ تیرا قلب منور ہو جائے گا۔ اس پر عمل کرنے سے محمد مراد کا قلب منور ہو گیا۔ مگر حضرت دیوان چاولی مشائخ کی زندہ اور سب سے زیادہ قابل ذکر کرامت یہ ہے کہ آپ کی درگاہ سے دماغی عارضوں کے مریض شفا پاتے ہیں۔ چشم دید گواہوں کا بیان ہے کہ یہاں سے کئی ایسے مریضوں نے شفا پائی ہے۔ زائرین اور عقیدت مند جب آپ کی درگاہ پر حاضری دینے آتے ہیں تو مٹھائی تسلیم کرتے ہیں اور بکھیرتے ہیں اس رسم کو لوگ مٹھائی کی بارش کہتے ہیں۔

درگاہ حضرت چاولی مشائخ:۔

منشی حکم چند لکھتے ہیں کہ سلطان محمد غزنوی نے 25 ہزار روپے کی لاگت سے آپ کا روضہ تعمیر کرایا اور چند گاؤں مزار کے ساتھ وقف کیے۔ نورالدین جہانگیر نے بھی اپنے عہد میں اس درگاہ کی مرمت کرائی۔ دیوان مول راج کے زمانے میں یہ عمارت از سر نو تعمیر ہوئی۔ مول راج نے ایک ہزار روپیہ دیا اور عقیدتمندوں نے 22 ہزار خرچ کیے۔ روضہ چاولی مشائخ کی تاریخی حیثیت کے بارے میں ولی اللہ خان کہتے ہیں کہ مقبرہ حضرت دیوان صاحب ملتانی فن تعمیر کا اولین نمونہ ہے۔ کیونکہ اس کی دیواروں میں سلامتی ہے جو تقریباً 10 فٹ اونچائی پر ا انچ ہے اور دیواروں کی سلامتی کا انداز ملتانی فن تعمیر کی ایک اہم خصوصیت ہے۔

روضے کی اندرونی حصے کی نقاشی دو عہدوں کی نشاندہی کرتی ہے۔ گنبد کی آرائش 17 صدی عیسوی کے عہد مغلیہ کی یادگار معلوم ہوتی ہے۔ اور باقی نیچے کا حصہ جس میں فن تزئین اور رنگوں کی ہم آہنگی کے شعور کا فقدان نظر آتا ہے۔ 18 ویں بلکہ 19 ویں صدی کی جانب اشارہ کرتا ہے اور اس میں سکھوں کے عہد کا انداز تزئین صاف جھلکتا ہے۔ گو اس مقبرے میں جو اینٹ استعمال ہوئی ہے وہ بظاہر غزنوی عہد کی نہیں بلکہ عہد مغلیہ کی معلوم ہوتی ہے۔

موئی وال، کھوتووال یا کھتوال:

حضرت دیوان چاولی مشائخ کا مزار منڈی بورے والا (ضلع وہاڑی) سے 30 کلومیٹر کے فاصلے پر جنوب طرف چک نمبر E-B-317 یعنی موضع چاولی مشائخ میں واقع ہے کہا جاتا ہے اس جگہ کا قدیم نام موئی وال تھا۔ بعد ازاں اس علاقہ کے کسی راجہ نے اپنے بیٹے کھوتا رام کے نام پر جب یہاں ایک قلعہ بنوایا تو یہ موضع کھوتووال کے نام سے موسوم ہوا۔

چاولی مشائخ:۔

اس موضع کا موجودہ نام یعنی چاولی مشائخ کے بارے میں عام خیال ہے کہ حضرت دیوان صاحب کے لقب چاولی مشائخ کی نسبت سے یہ جگہ کھوتووال سے چاولی مشائخ مشہور ہو گئی۔ منشی حکیم چند کا خیال بھی یہی ہے کہ قبول اسلام کے بعد'' لقب انکا چاولی مشائخ مشہور رہا۔

ہو سکتا ہے اس جگہ کا نام (چاہ ولی) ہو کیونکہ یہاں ایک کنواں ہے روائیت ہے اس کنویں میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج نے شکر نماز معکوس ادا کی۔ اور دیوان صاحب اس کنویں میں 12 سال کچے دھاگے پر لٹکے رہے چلہ کاٹتے رہے ہو سکتا ہے (چاہ ولی) سے چاولی بن گیا ہو۔

(ب) یہ بھی بعید از قیاس نہیں ہے کہ اس مقام کا نام موضع'' چار ولی مشائخ سے بگڑ کر چاولی مشائخ مشہور ہوا ہو۔ تمام روائتوں سے چار اولیائے اللہ کا یہاں آنا اور مل بیٹھنا ثابت ہے یہ چار اولیاء حسب ذیل ہیں۔

1۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر
2۔ حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی
3۔ حضرت جلال الدین شیر شاہ
4۔ حضرت عثمان مروندی لعل شہباز قلندر

اب یہ بھی ہمیں معلوم ہے کہ موضع کھوتووال کا صوفیاء و مشائخ کی ایک کثیر تعداد سے تعلق رہا ہے یہاں نہ صرف حضرت دیوان صاحب اور انکی ہمشیرہ (کنگن برس) بلکہ آپ کے استاد حضرت سلطان احمد فلک شیر کا مزار بھی بتایا جاتا ہے یہاں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کے اہل خاندان کی قبریں بھی ہیں۔ یہ خاندان صوفی علماء عابدوں اور زاہدوں کا خاندان تھا۔ اس کے علاوہ یہاں چار اولیاء جن کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے۔ اور گورو نانک بھی اکتساب فیض کیلئے آتے رہے۔ گورو نانک صاحب نے بھی بعض روایات کے تحت یہاں چلہ کشی کی وہاں ایک گوردوارا آج بھی موجود ہے۔

حواشی:۔

حضرت دیوان چاولی مشائخ کے حالات زندگی کا علم صرف روایات سے ہوتا ہے جن کی باقاعدہ تصدیق کے لئے کوئی مستند تاریخی حوالہ تادم تحریر ہمارے سامنے نہیں ہے تاہم روایات بھی بے بنیاد نہیں ہوتیں اور انہیں یکسر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

(3-2) منشی حکم چند اور جدید لکھنے والوں مثلاً بشیر حسین ناظم سید اولاد علی اور شیخ اکرام الحق نے یہی نام لکھے ہیں۔

(5-4) اس وقت مولانا محمد الدین خطیب جامع مسجد چاولی مشائخ کا لکھا ہوا ایک مسودہ بھی ہمارے پیش نظر ہے۔ اس مسودے میں مولانا موصوف نے یہ نام لکھے ہیں۔

(6) اگر یہ روایت درست ہے تو پھر یہ معرکہ یا تو 23ھ/664ء کا ہو سکتا ہے جب حضرت عمرؓ کے زمانے میں حکم بن عمرو تغلبی کا مکران جاتے ہوئے ایرانی فوجوں سے مقابلہ ہوا اور راجہ سندھ کی فوجوں نے ایرانیوں کا ساتھ دیا تھا یا پھر یہ وہ معرکہ ہو سکتا ہے جب بحرین کے گورنر عثمان بن ابی العاص الثقفی نے حضرت عمرؓ کی اجازت کے بغیر عمان کے راستے ساحل ہند پر ایک لشکر بھیجا جو تھانہ علاقہ بمبئی تک آیا۔ مگر ایسی صورت میں پھر حضرت چاولی مشائخ کا سن پیدائش جو ۳۰ھ بتایا جاتا ہے غلط ثابت ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مذکورہ معرکے کا تعلق ان جھڑپوں سے کسی ایک سے ہو جو مکران کے مسلمانوں اور راجہ سندھ کے درمیان ہوتی رہیں مگر ایسی معمولی جھڑپوں کے لئے کھوتوال کی فوج کا راجہ سندھ کی مدد کے لئے جانے کے امکانات بہت کم ہیں۔

(7) ماضی میں یہاں کسی قلعے کی تعمیر کے پختہ امکانات ضرور موجود ہیں۔ مگر یہ بات کہ یہ قلعہ کسی راجہ نے اپنے بیٹے کھوتا رام کے نام سے بنوایا تھا، غالباً محض ایک روایت ہے منشی حکم چند نے لکھا ہے کہ یہاں نمرود وشداد کی اولاد نے قلعہ بنوایا تھا جو اب مسمار ہو چکا ہے۔ صرف تپہ موجود ہے۔ منشی صاحب موصوف نے بھی یہ بات یقیناً کسی روایت ہی کے سہارے لکھی ہے۔

★★★

اُس مسجد کا بیرونی فوٹو جس مسجد میں چار یار اکٹھے نماز پڑھتے تھے

دُنیا کے تاریخ ساز لمحے

عارف الاسلام صدیقی

1000ء میں بغداد میں سلطنت عباسیہ کا 25 واں بادشاہ (القادر باللہ) برسر اقتدار تھا یہی وہ سال تھا نے جب مشہور عالم ابوالریحان محمد البیرونی (973ء تا 1050ء) نے اپنی مشہور کتاب آثار والباقیہ مکمل کی۔ 1008ء دُنیا کا پہلا مکمل ناول (The Tale of Genji) جاپان میں شائع ہوا۔ اس کی مصنفہ مور ساکی تھیں۔ 1009ء میں ایران کے مشہور شاعر ابو قاسم فردوسی نے 35 برس کی محنت کے بعد شاہ نامہ مکمل کیا۔ 6 جنوری 1026ء کو سلطان محمود غزنوی نے کاٹھیاواڑ کے علاقہ سومنات کے مندر پر حملہ کیا اور سومنات کا مندر فتح کیا یہ اُس کا ہندوستان پر 16 واں حملہ تھا۔ 21 جون 1037ء میں عالم اسلام کے عظیم سائنسدان بوعلی سینا نے وفات پائی۔ 1047ء میں ناروے کا دارالحکومت اوسلو قائم ہوا تھا۔ 1078ء میں مسلمان ماہر فلکیات محمد خیام نے کیلنڈر تشکیل دیا جس میں لیپ کے سال کا تصور پیش کیا گیا۔ 1010ء میں ہندوستان میں شطرنج کے کھیل کا آغاز ہوا۔ 1096ء میں حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش نے اپنی مشہور تصنیف کشف المحجوب 1072ء میں ملتان میں لکھنی شروع کی اور لاہور جا کر مکمل کی۔ 1156ء میں پیرس میں پہلی یونیورسٹی بنی۔ جس کا نام سٹیڈیم تھا۔ جس کے لغوی معانی پڑھنے والی جگہ بعد میں اس کا نام UNIVERITAS ہو گیا پھر یونیورسٹی پڑ گیا۔ 1156ء میں ماسکو شہر کی بنیاد پڑی۔ 1166ء میں حضرت شیخ القادر جیلانی کا وصال ہوا۔ برصغیر میں پہلی اسلامی حکومت 1192ء میں شہاب الدین محمد غوری نے قائم کی۔ 1193ء میں سب سے بڑی مسجد دہلی میں شہاب الدین غوری نے تعمیر کرائی۔ 1206ء میں تاتاری بادشاہ چنگیز خان بخارا، سمرقند، ہرات اور چین سے لے کر جارجیا تک اپنی حکومت قائم کی۔ 1228ء میں قطب مینار کی تعمیر مکمل ہوئی۔ 1232ء میں غرناطہ کے بونصر خاندان کا پہلا بادشاہ محمد الغالب باللہ تخت نشین ہوا۔ 1236ء میں سلطان شمس الدین التمش نے وفات پائی تو وصیت کے مطابق اُس کی بیٹی رضیہ سلطانہ کو تخت پر بٹھا دیا رضیہ سلطانہ نے بغاوت سے بچنے کے لئے ملک التونیہ سے شادی کر لی لیکن غداروں نے 1240ء میں دونوں کو مار دیا۔ 1258ء میں ہلاکو خان نے بغداد پر حملہ کیا اور بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجادی جیسے اب صدر بش مار رہا ہے۔ 17 دسمبر 1273ء میں مولانا جلال الدین رومی نے وفات پائی 1263ء میں انہوں نے اپنی مثنوی تحریر کی تھی۔ 1309ء میں سلطان علاؤالدین خلجی نے دُنیا کی تاریخ میں پہلی مرتبہ اشیائے صرف اجناس اور خورد ونوش کی قیمتیں متعین کی۔ 1368ء میں فارسی کے مشہور شاعر حافظ شیرازی کا دیوان شائع ہوا، حافظ شیرازی کا اصل نام خواجہ شمس الدین محمدی تھا۔ 27 ستمبر 1325ء میں حضرت امیر خسرو کا انتقال ہوا وہ حضرت نظام الدین اولیاء کے عقیدت مند تھے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کا وصال بھی مارچ 1325ء میں ہوا۔ دُنیا کے تمام مورخین میں عبدالرحمن ابن خلدون کو ایک ممتاز مقام حاصل ہے اُس کی لکھی ہوئی (دُنیا کی تاریخ) کتاب العبر اور اُس کے مقدمے کو سند کا درجہ حاصل ہے یہ مقدمہ 1377ء کو مکمل ہوا تھا۔ 1398ء میں مغل فاتح تیمور لنگ نے ہندوستان پر حملہ کیا اور دہلی تک کا سارا علاقہ فتح کر لیا۔ تیمور نے 1405ء میں وفات پائی اُس کا مقبرہ سمرقند میں ہے 1428ء میں انڈونیشیا میں پہلی اسلامی حکومت قائم ہوئی۔ 1451ء میں بہلول لودھی نے ہندوستان میں لودھی سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ 29 مئی 1453ء کو سلطان محمد ثانی نے قسطنطنیہ جو ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا فتح کر لیا اور پھر یہ ساڑے چار سو سال اسلامی خلافت کا پایہ تخت رہا۔ 1454ء میں جرمنی میں چھاپہ خانہ ایجاد ہوا۔ 2 جنوری 1492ء کو سپین کے بادشاہ فرڈیننڈ کی سربراہی میں عیسائیوں نے مسلمانوں کے پرشکوہ شہر غرناطہ پر قبضہ کر لیا۔ 12 اکتوبر 1492ء کو کولمبس نے امریکہ دریافت کیا۔ 24 اپریل 1498ء کو واسکو ڈی گاما نے ہندوستان کی بندرگاہ کالی کٹ پر قدم رکھا اس سفر میں واسکو ڈی گاما کی رہنمائی ایک مسلمان ملاح احمد بن ماجد نے کی تھی۔

24 جنوری 1556ء میں مغل بادشاہ ہمایوں کی وفات کے بعد اس کا 14 سالہ بیٹا جلال الدین اکبر بادشاہ بنا۔ اکبر 15 اکتوبر 1542ء کو پیدا ہوا اور 17 اکتوبر 1605ء کو وفات پائی۔ 21 اپریل 1526ء کو پانی پت کے میدان میں ظہیر الدین بابر اور ابراہیم لودھی میں جنگ ہوئی، ظہیر الدین بابر کو فتح ہوئی بابر نے 26 دسمبر 1530ء کو وفات پائی۔ برصغیر میں وہ مغل سلطنت کا بانی تھا۔

1540ء کو شیر شاہ سوری نے ہمایوں کو شکست دی اور ہندوستان کا بادشاہ بن گیا اُس نے ڈاک کا نظام قائم کیا سڑکیں بنوائیں اور فوج مال گزاری کا نظام قائم کیا۔ 22 مئی 1545ء کو گولہ لگنے سے مر گیا 1558ء میں ہنری ششم کی وفات کے بعد اُس کی بیٹی الزبتھ اول 1533-1603 انگلستان کی پہلی ملکہ بنی جس کے دور کو زریں عہد کہا جاتا ہے۔ 24 ستمبر 1599ء کو انگلستان کے 24 سرکردہ تاجروں نے ایک ایسی کمپنی کی تجویز دی جس کے ذریعے ہندوستان سے تجارت کی جا سکے 31 دسمبر 1599ء کو ملکہ الزبتھ اول نے اس کمپنی کو سرکاری اجازت دی اور یوں EAST INDIA DOMP کا قیام عمل میں آیا۔

★★★

تحریر: حفیظ گوہر

اعلانِ نبوت کے بعد خداوند قدوس مافوق الفطرت واقعہ نبی کے ہاتھوں کر کے دکھاتا ہے اسے ''معجزہ'' کہتے ہیں لیکن اس قسم کے جو واقعات نبوت سے پہلے یا نبی کی ولادت کی نشانیوں میں شامل ہو جائیں تو انہیں ''ارہاص'' کہتے ہیں۔ خیر البشر ﷺ کی ولادت سے قبل بھی ارہاص رونما ہوئے ان کا ذکر مختصراً اس طرح ہے۔

ابرہا یعنی اصحاب فیل کے لشکر پر خدا تعالیٰ کے عذاب کا عجیب و غریب واقعہ رونما ہوا۔ عرب میں اتنی بارش ہوئی کہ ہر طرف پھول اور پھل لگ گئے پورا علاقہ سرسبز و شاداب ہو گیا اور قحط خوشحالی میں بدل گیا۔ صنم خانوں میں رکھے ہوئے بت منہ کے بل گر پڑے، کسریٰ کے محل کے چودہ کنگرے لرز کر زمین پر آ رہے۔ فارس کے مجوسیوں نے ایک ہزار سال قبل آگ جلائی تھی اور اس کی پوجا کرتے چلے آ رہے تھے ان کا کہنا تھا کہ یہ آگ ایک ہزار سال سے مسلسل جل رہی ہے لیکن جب حضور ﷺ کا ظہور دنیا میں ہونے لگا تو یہ آگ بجھ گئی کیونکہ آپ ﷺ اس دنیا میں جلائی گئی ظلم کی آگ ہی تو بجھانے کے لیے آ رہے تھے۔ بحیرہ ساوہ ہمدان اور قم کے درمیان چھ میل مربع کا فاصلہ تھا جس کا پانی خشک ہو گیا۔ غار لرزہ براندام ہو گئے، شام اور کوفہ کے درمیان ایک سماوہ نامی نہر تھی جو عرصہ دراز سے خشک پڑی تھی، اس میں اچانک اتنا پانی آیا کہ وہ سیراب ہو گئی یہ علامت تھی خوشحالی کی۔ یہ تھے کچھ ارہاص جو اس بات کا اعلان تھا کہ اب وہ ہستی اس دنیا میں آ رہی ہے جو بحر ظلمات کو خشک کر دے گی اور بحر رحمت کو جاری و ساری فرما دے گی اور دکھی انسانیت فلاح، بھلائی، نیکی، آسودگی، نجات اور سلامتی پائے گی۔ نبی آخر الزماں، سردار الانبیاء، رفیع الدرجات، رفیع الشان، جگر گوشۂ آمنہ، فرمانروائے دو عالم، شاہ حرم، حکمران عرب، شہنشاہ کونین ﷺ کا اس دنیا میں آنا اور یہاں سے ظلمت کے اندھیروں کو مٹانا خداوند قدوس کا بنی نوع انسان پر ایک بہت بڑا احسان ہے کیونکہ خدا اگر معلم اعظم ﷺ کو نہ بھیجتا تو یقیناً انسان ان ہی جاہلیت کے گڑھوں میں پڑا سڑتا رہتا اور کبھی ہدایت نہ پاتا۔ رحمت اللعالمین ﷺ نے اس دنیا میں تشریف لا کر حق و نیکی، صداقت و دیانت، عفو و درگزر، رحمدلی اور غریب نوازی کا وہ عملی نمونہ پیش کیا جسے دنیا میں کوئی دوسرا انسان یا پیغمبر پیش کرنے سے قاصر رہا۔

حضور ﷺ نے نہ صرف زبان سے نیکی و حق کی تعلیم دی بلکہ خود انسانیت کے ساتھ نیکی کر کے نیکی و حق کا پرچار کیا۔

جب آپ ﷺ کا پہلی بار شق صدر ہوا اس وقت آپ ﷺ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ علیہ کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ ایک دن تین مقرب فرشتے آئے اور انہوں نے آ کر حضور ﷺ کو لٹایا، سینہ چاک کر کے کوئی چیز رکھی اور سینہ سی دیا۔ یہ دیکھ کر حمزہ بہت گھبرائے اور دوڑے ہوئے اپنی ماں حضرت حلیمہ کے پاس گئے اور سارا قصہ سنا دیا۔ جب حضرت حلیمہ رضی اللہ علیہ اور ان کے شوہر حضرت حارث رضی اللہ علیہ دوڑے دوڑے آئے تو دیکھا کہ حضور ﷺ کا چہرہ اداس ہے اور وہ پریشان ہیں۔ انہوں نے شفقت سے پوچھا ''بیٹا! کیا ہوا تھا؟ حضور ﷺ نے تمام واقعہ جوں کا توں بیان کر دیا۔ اس کے بعد حضرت حلیمہ رضی اللہ علیہ حضور ﷺ کو ان کی والدہ ماجدہ کے پاس چھوڑ گئیں۔ پہلی بار سینہ چاک کرنے کا مقصد یہ تھا کہ حضور ﷺ ان خیالوں اور وسوسوں سے محفوظ رہیں جو بچوں کو کھیل کود اور شرارتوں کے لیے اکساتے ہیں۔ دوسری بار سینہ چاک ہونے کا واقعہ اس وقت پیش آیا جب آپ ﷺ دس برس کے تھے وہ اس لیے کہ شہوت اور برے خیالات سے محفوظ رہیں۔ تیسری بار شق صدر کا واقعہ غار حرا میں پیش آیا وہ اس لیے کہ آپ ﷺ وحی الٰہی کا بوجھ برداشت کر سکیں۔ چوتھا اور آخری بار یہ واقعہ نزول وحی کے بعد اور ہجرت سے پہلے مکہ میں پیش آیا۔ معراج کی رات آپ ﷺ اپنے گھر میں آرام فرما رہے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور حضور ﷺ کو حرم کعبہ میں لے گئے وہاں آپ ﷺ کا سینہ مبارک چاک کیا قلب مبارک نکالا اور آب زم زم سے غسل دیا۔ پھر سینہ مبارک میں رکھ کر سی دیا۔ اس میں آپ ﷺ کو ذرا بھی تکلیف نہ ہوئی۔ اس مرتبہ اس لیے ایسا کیا گیا تا کہ حضور ﷺ تجلی الٰہی کا دیدار کر سکیں اور رب عزوجل سے ہم کلام ہو سکیں۔

حضور اکرم ﷺ بارہ برس کی عمر کو پہنچے تو حضرت ابوطالب رضی اللہ علیہ کے ساتھ شام کے تجارتی سفر پر جانے کے لئے تیار ہو گئے یہ حضور ﷺ کی زندگی مبارک میں شام کا پہلا سفر تھا۔ قافلہ تجارتی مال و اسباب لے کر شام کی طرف روانہ ہو گیا۔ راستے میں جب قافلہ بصریٰ سے گزرا تو ایک بحیریٰ نامی راہب نے دیکھا کہ تمام درخت اور پتھر حضور ﷺ کی تعظیم میں جھک رہے ہیں۔ جب قافلہ راہب کے پاس پہنچا تو اس نے حضرت ابوطالبؓ سے درخواست کی کہ میرے پاس کچھ قیام فرمائیں۔ حضرت ابوطالبؓ نے دعوت قبول کر لی۔ اس نے جب حضور ﷺ کی زیارت کی تو کہنے لگا ''ابوطالبؓ میری مانو تو اس بچے کو واپس مکہ لے جاؤ'' حضرت ابوطالب نے فرمایا ''وہ کیوں؟'' راہب نے جواب دیا ''جب تم آ رہے تھے تو اس بچے کی تعظیم میں شجر و حجر جھکے جا رہے تھے اور اس کی روشن پیشانی اور دونوں شانوں کے درمیان لگی مہر نبوت اس بات کی تصدیق کر رہی ہے کہ یہ ہی نبی آخر الزماں ﷺ ہیں یہی وہ رسول اللہ ﷺ ہیں جن کی نشانیاں توریت اور انجیل میں بیان کی گئی ہیں۔ مجھے خدشہ ہے کہ یمن کے یہودی ان کو پہچان لیں گے اور ان کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ لہٰذا تم اپنا مال تجارت یہیں فروخت کر دو اور پلٹ جاؤ'' حضرت ابوطالب رضی اللہ علیہ کو اپنے پیارے بھتیجے احمد مصطفیٰ ﷺ سے بے حد محبت تھی اس لیے انہوں نے خطرہ محسوس کیا اور مال تجارت وہیں فروخت کر کے واپس مکہ معظمہ پہنچ گئے۔

حضور اکرم ﷺ کی پہلی شادی پچیس برس کی عمر میں حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ رضی اللہ علیہ سے ہوئی جو کہ قبیلہ اسد کے سردار کی بیٹی تھیں۔ آپ ﷺ ابتداء میں مکہ سے تین کوس دور ''غار حرا'' میں جا کر خدا کی عبادت کرتے تھے۔ نبوت سے چھ ماہ قبل آپ ﷺ کو رویائے صادقہ نظر آنے شروع ہو گئے تھے۔ چالیس برس کی عمر میں خدائے بزرگ و برتر نے آپ ﷺ کو نبوت سے سرفراز فرمایا۔ جب آپ ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے سب سے پہلے اپنی بیوی حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ رضی اللہ علیہ کو یہ واقعہ سنایا۔ وہ محسن انسانیت کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ ورقہ بن نوفل آسمانی کتب سے بہرہ ور تھے انہوں نے اس وحی کی تصدیق کرتے ہوئے کہا ''کاش! میں زندہ رہوں اس وقت تک جب آپ ﷺ کی قوم آپ کو جھٹلائے گی تا کہ میں آپ کی مدد کر سکوں۔''

آپ ﷺ نے حضرت ارقم مخزومی رضی اللہ علیہ کے گھر سے تبلیغ کا آغاز کیا۔ تین برس میں پچاس افراد حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ قریش نے آپ ﷺ پر بے حد ظلم و ستم کئے۔ حضور ﷺ کے حکم سے 5 نبوی میں دس مردوں اور چار عورتوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ 7 نبوی میں دوبارہ تراسی مردوں اور اٹھارہ عورتوں کے قافلے نے حبشہ کو ہجرت کی۔ نبوت کے بارھویں سال آپ ﷺ کو معراج کا واقعہ پیش آیا اور آپ ﷺ سات آسمانوں کی سیر کر کے آئے۔

کفار کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر تین دن حضرت ابوبکر رضی اللہ علیہ کے ساتھ غار ثور میں گزارے اور پھر 8 ربیع الاول 13 نبوی مطابق 20 ستمبر 663ء کو مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر مقام قبا میں رکے اور حضرت عمر بن عوف رضی اللہ علیہ کو مہمان نوازی کا شرف حاصل ہوا۔ یہاں آپ ﷺ نے ایک مسجد بھی تعمیر کی جسے ''مسجدِ قبا'' کہتے ہیں جب آپ ﷺ یثرب تشریف لائے تو لوگوں نے اس شہر کا نام ''مدینۃ النبی'' یعنی نبی کا شہر رکھ دیا جو بعد میں مدینہ کہلانے لگا۔ ہجرت کے بعد مسلمانوں نے اپنے سن کا حساب ہجری کے نام سے شروع کیا اس سے پہلے سن کا حساب ''عام الفیل'' کے حساب سے ہوتا تھا۔

رفیع الدرجات حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں واقعہ معراج بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ واقعہ نزول وحی کے بعد اور ہجرت سے پہلے مکہ میں پیش آیا۔ معراج کی رات آپ ﷺ اپنے گھر میں آرام فرما رہے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور حضور اکرم ﷺ کو حرم کعبہ میں لے گئے وہاں آپ ﷺ کا شق صدر کیا اور قلب کو نکال کر آب زم زم سے غسل دیا اور سینے میں رکھ کر سی دیا۔ اس میں آپ ﷺ کو کچھ تکلیف نہ ہوئی۔ پھر آپ "براق" نامی ایک خچر نما جانور پر سوار ہو کر بیت المقدس تشریف لے گئے اور وہاں تمام انبیاء علیہم السلام کو دو رکعت نماز نفل با جماعت پڑھائی۔ اس کے بعد آپ ﷺ پہلے آسمان پر پہنچے تو حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کو شرف ملاقات بخشا۔ تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام، چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام، پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام، چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے جنت کی سیر کی۔ سدرۃ المنتہیٰ پہنچے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا "حضور ﷺ میں اس سے آگے نہیں جاسکتا کیونکہ مجھے صرف یہاں تک آنے کی اجازت ہے۔ اس سے آگے آپ ﷺ تنہا گئے۔

جنگ اُحد میں مسلمانوں نے حضور اکرم ﷺ کی نافرمانی کر کے جو نقصان اٹھایا تھا اس کے ازالے کے لیے مسلمان مدینہ میں تیاریاں کرتے رہے۔ آخر وہ وقت آگیا جب مسلمان اتنے مستحکم ہوگئے کہ 10 رمضان المبارک 8 ہجری کو حضور اکرم ﷺ کی قیادت میں ایک شاندار لشکر اسلام مکہ کی طرف روانہ ہوا اور دس دن کی مسافت طے کرنے کے بعد 20 رمضان 8 ہجری کو مکہ کے باہر خیمہ زن ہوگیا۔ لشکر اسلام قریباً دس ہزار اولوالعزم مجاہدین اسلام پر مشتمل تھا۔ رات کو جب لشکر والوں نے کھانے پکانے کے لیے آگ جلائی تو کفار مکہ نے دیکھا کہ تاحد نظر خیمے ہی خیمے ہیں اور اس وقت ان کو علم ہوا کہ مسلمان لشکر لے کر پہنچ گئے ہیں۔ ابو سفیان اس قدر خوف زدہ ہوئے کہ فوراً حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور مسلمان ہوگئے۔ پھر مسلم فوج نے پورے مکہ کا محاصرہ کرلیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ علیہ نے دائیں جانب سے حملہ کیا اور حضرت زبیر بن عوامؓ نے بائیں جانب سے یلغار کی۔ کچھ دیر لڑائی ہوئی۔ کچھ سرتن سے جدا ہوئے اور کفار مکہ نے ہتھیار ڈال دیئے۔

حجۃ الوداع ہجرت کے بعد آپ ﷺ کا پہلا اور حیات طیبہ میں آخری حج تھا۔ ذیقعد 10 ہجری کو آپ ﷺ نے حج کا اعلان کیا اور مدینہ منورہ سے حج کے لیے روانہ ہوئے۔ اس حج میں ایک لاکھ پچیس ہزار فرزندان توحید شریک ہوئے۔

منیٰ کے مقام پر پہنچ کر آنحضرت ﷺ نے بے نظیر و بے مثال تقریر کی جو ایک لاکھ پچیس ہزار مسلمانوں نے سنی۔ یہ تقریر میں اس لیے تحریر کر رہا ہوں کہ اس میں انسانیت کے احترام، امانت کی پاس داری، سود کی ممانعت، شرک کا خاتمہ، عورت کی عظمت و حرمت اور بے شمار نکتوں پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے جو کہ قدم قدم پر ہمارے لیے ذریعہ نجات ہے۔

"لوگو! میری بات سنو! زندگی کا کیا بھروسہ ہوسکتا ہے اس کے بعد یہاں تم سے ملاقات ہو یا نہ ہو۔ لوگو! تمہاری جان و مال مرتے دم تک محترم ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے آج کے دن یا آج کے مہینے کا احترام تمہیں حضور الٰہی میں حاضر ہونا ہے اور وہاں تمہارے اعمال کے بارے میں تم سے پوچھا جائے گا میں نے تبلیغ احکام میں کوئی کمی تو نہیں کی۔ جس شخص کے پاس کسی کی امانت ہو تو اسے واپس کردے۔ ہر سود معاف ہے۔ ہاں تم لوگ اپنا اصل روپیہ بغیر ظلم کئے اور ظلم اٹھائے لے سکتے ہو۔ اللہ کا فیصلہ ہے کہ سود ختم ہے اور عباس بن عبدالمطلب کا (قابل وصول) سود آج معاف کرتا ہوں اور ان میں سے سب سے پہلا خون ربیع بن حارث بن عبدالمطلب کا ہے جو معاف کرتا ہوں۔"

لوگو! تمہاری زمین پر شیطان اپنی پرستش سے ہمیشہ کے لیے مایوس ہو چکا ہے۔ لیکن تم اپنے نزدیک چھوٹے چھوٹے معاملات میں اس کی اطاعت کرو گے اور وہ آپ پر خوش ہے۔ دیکھو اور دین کے بارے میں شیطان سے ڈرو۔۔۔۔۔ لوگو! نسی کفر کی ایک زیادتی والا قانون ہے اس سے کافر گمراہ ہوا کرتے تھے یہ لوگ ایک ہی مہینے کو ایک سال حلال اور دوسرے سال حرام کردیتے تھے۔ خدا نے نسی کو حرام کر کے اللہ اور اللہ کے حرام کے ہوئے مہینوں کی حیثیت برابر کردی اب یہ لوگ اللہ کے حرام کو حلال اور اللہ کے حلال کو حرام کیے ہوئے کو حرام کرتے ہیں۔ دنیا اپنی اس سابقہ حالت میں آگئی جیسے زمین و آسمان کی پیدائش کے دن تھی۔ اور اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ ہے ان ہی میں چار حرام ہیں ایک معتری سال کا رجب جو جمادی الثانی و شعبان کے درمیان آتا ہے۔ لوگو! عورتوں پر تمہارے اور ان کے تم مردوں پر کچھ حقوق ہیں۔ ان پر یہ فرض ہے کہ تمہاری آرام گاہ میں وہ کسی ایسے شخص کو نہ بٹھائیں جسے تم ناپسند کرو۔ کوئی کھلی غلط کاری نہ کریں اگر ایسا کریں تو اللہ نے تمہیں اجازت دی ہے کہ

1۔ ان کے ساتھ ترک ربط و استراحت کرلو۔

2۔ معمولی قسم کی ضرب و سزا دے دو۔

اگر باز آجائیں تو حسب دستور انہیں نان ونفقہ دو۔ دیکھو! عورتوں کا احترام کرو۔ نیکی کے ساتھ پیش آؤ۔ وہ تمہاری اسیر ہیں وہ اپنے لیے کچھ نہیں کرسکتیں۔ تم نے انہیں امانت کے طور پر لیا ہے اور احکام خداوندی کے الفاظ کے ذریعے ان کی حفت کو لیا ہے۔ میری بات اچھی طرح سمجھ لو میں حق تبلیغ ادا کر چکا۔ میں اپنے بعد تم میں قرآن و سنت چھوڑے جاتا ہوں۔ جب تک ان دونوں کا ساتھ دیتے رہو گے ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ دیکھو میرے بعد کافر و گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے پر حکومت کرنے لگو۔ میں تم میں قرآن اور اپنی عزت چھوڑے جا رہا ہوں جب تک ان سے وابستہ رہو گے ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ کیوں میں نے فرض تبلیغ ادا کیا؟" سارے اجتماع سے آواز بلند ہوئی۔ "جی ہاں" فرمایا! "پروردگار گواہ رہنا۔"

میری بات سنو اور اسے اچھی طرح سمجھ لو۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور مسلمان ایک برادری ہے اس لیے کسی شخص کو یہ حق نہیں کہ بلا رضامندی و خوشنودی کے کسی کا مال لے۔ خبردار اپنے اوپر ظلم نہ کرو۔ کیوں میں نے پیغام پہنچا دیا؟" اس کے بعد حضور ﷺ نے قربانی دی اور دعائے خیر کی۔

خداوند تبارک تعالیٰ کا دین مکمل ہو گیا سرور کائنات اور معلم عظیم ﷺ کے سپرد کیا ہوا کام آج پایہ تکمیل کو پہنچ گیا اور نبوت کا سلسلہ اختتام کو پہنچا غیب کی خبریں اور وحی آنا بند ہوگئی تو یہ اس بات کی کھلی علامت تھی کہ اب حضور اقدس ﷺ واپس اپنے خدا کی طرف لوٹ جائیں گے۔

28 صفر کیم یا دوم ربیع الاول 11ھ [illegible] 632ء کو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ علیہ کا حجرہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ علیہ کی گود اور گود میں تاجدار حرم حضرت محمد ﷺ کا سر مبارک رکھا ہوا ہے۔ تمام مسلمان بے چین و بے قرار ہیں کہ آج ہادی برحق، رحمت اللعالمین، سرور دو عالم، تاجدار حرم ﷺ رخصت ہو رہے ہیں۔ بس پھر کیا تھا خدا کی طرف سے بلاوا آگیا اور آپ ﷺ حضور الٰہی میں تشریف لے گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

جہنے لاہور نئیں ویکھیا او جمیا ای نئیں

تحریر:۔ عرفان احمد خان

لاہور اور لاہوریئے

لاہور میں کوئی اور خوبی ہو نہ ہو لاہوریئے اپنی ثقافت کی حفاظت کرنا خوب جانتے ہیں

لاہور کے رہنے والے "لاہوریئے" کہلاتے ہیں اور اس بات پر جرمنوں کی طرح فخر کرتے ہیں' کوئٹیوں کی طرح شرماتے نہیں۔ "لاہوری بدمعاش"' "لاہوری ڈاکو"' "شیر لاہور" اور "لاہوری گجر" کے نام سے تو فلمیں بھی بن چکی ہیں۔ سرکاری کھاتوں میں لاہور کی آبادی کتنی ہے اور اصل میں ہے کتنی؟ اس کا پتہ ہمیں عید کی چھٹیوں میں چلتا ہے جب لاہور "باہر والوں" سے پاک ہو جاتا ہے۔ یہ باہر والے زیادہ تر نارنگ منڈی' نارووال' شکر گڑھ' سیالکوٹ' شیخوپورہ' گجرات' گوجرانوالہ' وزیر آباد' قصور اور اوکاڑہ سے آتے ہیں اور ہر عید پر اپنے گھر والوں سے حساب کتاب برابر کرنے جاتے ہیں۔ ابتداء میں ہر باہر والا لاہور کی حق شماری کی غرض ہی سے آتا ہے لیکن اس گنتی میں نہر کنارے چلتے چلتے کچھ ایسا محو ہوتا ہے۔ جیتوں کا ٹوٹل وہ گورکھ دھندہ بن جاتا ہے جس کے سہارے بقیہ تمام عمر گزاری جا سکتی ہے۔ اسی ٹینشن کے عالم میں باہر والوں کی اکثریت لاہور کو فتح کرنے کے دعوے کرنے لگتی ہے۔ کوئی خود کو لاہور کی "چودھویں موری" سمجھتا ہے اور کوئی اپنے آپ کو "چودھواں دروازہ" کہلواتا ہے۔ لاہور اور لاہوریوں کو قبائلیوں کی طرح کبھی بھی مکمل فتح نہیں کیا جا سکا۔ جب پنجاب کے وزیر مواصلات نے موٹر سائیکل سواروں کے لیے ہیلمٹ کو لازمی قرار دیا تو لاہوریوں نے اس قانون کا مذاق سر پر ہانڈیاں اوندھا کر جلوس کی صورت میں اڑایا' جس پر ہیلمٹ کی پابندی واپس لے لی گئی۔ یہاں اپنوں کی حکمرانی اگرچہ کم رہی لیکن پھر بھی لاہور نے اپنی درویشانہ حیثیت برقرار رکھی۔ شاید اس کی یہی ادا ادیبوں' شاعروں' صحافیوں اور فنکاروں کو بھا گئی۔ یہاں تک کی لاہور پنجابی محاورں میں بھی موجود ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہو۔

☆ لہور لہور اے (لاہور لاہور ہے)

☆ جہنے لہور نئیں ویکھیا او جمیا ای نئیں (جس نے لاہور نہیں دیکھا وہ پیدا ہی نہیں ہوا)

☆ لہور وچ تے چڑی دا دُدھ وی لبھ جاندا اے (لاہور میں تو چڑیا کا دودھ بھی مل جاتا ہے)

لاہور میں اور کوئی خوبی ہو نہ ہو لاہوریئے اپنی ثقافت کے حفاظت کرنا خوب جانتے ہیں۔ بسنت مخالفت کی حوالے سے کسی زمانے میں صوبائی حکومت اور واپڈا نے کیا کچھ نہیں کیا۔ لیکن لاہوریوں کا عزم اس مخالفت کے مزید پختہ ہو گیا اور نوبت یہاں تک آئی کہ نائٹ بسنت منائی جانے لگی۔ دوست اور رشتے دار دعوتی کارڈوں کے ذریعے مدعو کیے جانے لگے۔ اب یہ عالم ہے کہ صوبائی اور مرکزی حکومتیں' غیر ملکی سفیروں اور معزز مہمانوں کے ہمراہ یہ تہوار "کھل کھلا" کر مناتی ہیں۔ اس بہانے اب تو لاہور کے تمام بڑے ہوٹل بسنت کے ایام میں مکمل طور پر بک رہنے لگے ہیں اور ملک میں لاکھوں ڈالرز بھی آ رہے ہیں۔ ماضی قریب میں جب عیدالاضحیٰ

اور بسنت کا ٹاکرا ہوا تو مذہب پر ثقافت غالب آگئی۔ بسنت جیت گئی اور عیدالاضحیٰ ہار گئی۔ بکروں کے بیوپاری لاہور کی گلیوں اور بازاروں میں دہائی دے رہے تھے کہ ان کی سال بھر کی کمائی کو بسنت نگل گئی۔ کاروباری لوگوں کا اکثر بلا جواز رونا مشہور ہے یوں اگر بکروں کے بیوپاریوں کے واویلے کو کوئی اہمیت نہ بھی دی جائے تو اس حقیقت سے انکار کیسے ممکن ہے کہ بسنت کے نزدیک آتے ہی لاہور میں سیکنڈ ہینڈ موٹر سائیکلوں کے ریٹ گر جاتے ہیں۔ نوجوان پتنگ باز اپنی اپنی موٹر سائیکلیں بسنت منانے کے لیے اونے پونے فروخت کر دیتے ہیں۔ کچھ تو یہ کام بہانگ دہل کرتے ہیں اور کچھ ممی ڈیڈی قسم کے لڑکے ماں باپ سے موٹر سائیکل چوری ہونے کا بہانہ بنا دیتے ہیں۔ پتنگ بازی کے شوقینوں کا حال نہ ہی پوچھیں تو بہتر ہے۔ اپنی آنکھوں سے ایسے بزرگ کو دیکھا ہے جو بسنت سے چند روز قبل نیٹ پریکٹس کرتے ہوئے چھت سے گر کر اپنی ٹانگ تڑوا بیٹھے تھے لیکن بسنت والے دن پر زور اصرار پر گھر والوں کو ان کی چارپائی چھت پر لے جانی پڑی۔ موصوف نے بسنت کا نظارہ چارپائی پر بیٹھے بیٹھے کیا۔ حسب توفیق پتنگ بازی بھی کی اور لونڈے لپاڑوں کو ماہرانہ مشورے بھی دیئے۔ پتنگ بازی کا شوق تو لاہوریوں کی اضافی خوبی کہا جا سکتا ہے۔ اصل میں لاہوریئے جس کام کے لیے مشہور ہیں وہ ان کی "کھابا پرستی"۔ لاہوریئے پیدا ہی کھانے پینے موج اڑانے کے لیے ہوئے ہیں۔ اس معاملے میں پورے جنوبی ایشیا میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔ وہ چیزیں مزے لے لے کر ڈکار جاتے ہیں جنہیں کھانے کا رواج ملک کے دیگر علاقوں میں خاصا کم ہے۔ مثال کے طور پر گائے کے سری پائے اور بکرے کے گردے کپورے۔ اور ان پوشیدہ اعضاء کی جس طرح سرعام نمائش لاہور میں کی جاتی ہے وہ لاہوریوں کو روایت پسند ہونے کے ساتھ ساتھ لبرل ثابت کرنے کے لیے بہت کافی ہے۔ کسی زمانے میں کراچی کی راتیں جاگتیں تھیں' لیکن اب لاہور کے دن اور رات دونوں جاگتے ہیں۔ لاہور میں آج ایسے کئی علاقے موجود ہیں جہاں آپ راؤنڈ دی کلاک جا کر اپنا من پسند کھانا کھا سکتے ہیں۔ ملک میں پہلی بار فوڈ سٹریٹ بنانے کا اعزاز بھی اسی شہر کو حاصل ہے۔ لاہوریئے جہاں کھانے پینے کے شوقین ہیں' وہیں اس کھانے کو ہضم کرنے پر بھی پختہ یقین رکھتے ہیں۔ قدیم لاہور میں باغوں کی کثرت اسی سمت میں اشارہ کرتی ہے کہ معدہ شکن کھانا کھا لینے کے بعد کھلی فضا میں واک ضروری ہو جاتی ہے بصورت دیگر کھانے پینے کے تبخیری اثرات سے آس پاس کے افراد کو محفوظ رکھنا مشکل اور محفوظ کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ ملک میں پیدا ہونے والے چنوں کی آدھی فصل تو لاہور ہی میں کھپ جاتی ہے۔ لاہوریئے ان چنوں کو تقسیم کچھ ایسے کرتے ہیں کہ آدھے چنے تانگوں میں جتے گھوڑوں کو ڈال دیتے ہیں اور بقیہ چکڑ چھولوں کی صورت میں پورا شہر کھاتا ہے۔ پورے پاکستان میں سستا ترین کھانا لاہور ہی میں دستیاب ہے۔ چنوں کی پلیٹ کے ساتھ دو روٹیاں جو ایک نارمل آدمی کی خوراک ہیں صرف 10 روپے میں دستیاب ہیں اور آلو بھرا پراٹھا صرف 6 روپے میں۔ اگر روٹی کھانے کا موڈ نہیں تو 5 روپے۔ کے ارزاں پر دال چاول کا پیالہ بھی۔ بغرض جیب خالی ہو تو کسی نہ کسی طرح گرتے پڑتے یا پھر لفٹ لے کر صرف داتا دربار تک پہنچ جائیں تو کھانا آپ کا مسئلہ نہیں رہے گا۔ یہ اب حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کی ذمہ داری بن جائے گی کہ وہ آپ کی اسی طرح میزبانی کریں جیسی وہ گزشتہ ہزار سال سے کر رہے ہیں۔ جن کی ذات بابرکات کی نسبت سے لاہور کو "داتا کی نگری" کہا جاتا ہے اور لاہوریوں کو "داتا کے دیوانے"۔ پورے پاکستان میں جس شخص کو بھی خالص دودھ ناپید ہونے کی شکایت ہو وہ داتا صاحبؒ کے عرس کے ایام میں لاہور آ جائے۔ عرس پر جاری دودھ کی سبیل سے شیر خواری کے بعد اس کی یہ حسرت تو کم از کم ضرور پوری ہو جائے گی۔ لاہوری گجر (گوالا) کسی کو مانے نہ مانے داتا صاحب کو ضرور مانتا ہے اور ممکنہ حد تک ان کا

اور ممکنہ حد تک ان کا احترام بھی کرتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ پنجابی فلموں کے گجر فلم ساز اپنی فلم میں داتا صاحبؒ کا مزار دکھائے بغیر رہ نہیں سکتے۔ لاہوریے میلے ٹھیلے، کھیل تماشے کا بھی زبردست محرک رکھتے ہیں۔ اسی حوالے سے کہا جاتا ہے۔

لہور شہر دے رنگ نویلے
بارہ مہینے تے تیرہ میلے

لاہوریے کی ایک پہچان یہ بھی ہے کہ وہ "ز" کو "ذ" بولتا ہے جس کی تصدیق اس کے منہ سے یہ جملہ دھروا کر بھی کی جاسکتی ہے۔ "سرا کل میں رکشے پر بیٹھ کر گراؤن سینما

مقابلہ صرف بھٹو (تختہ الٹنے کے بعد 1977ء) اور بے نظیر بھٹو (لندن سے واپسی 10 اپریل 1986ء) کے استقبال سے کیا جاسکتا ہے۔

جدید لاہور پرانے لاہور کی رنگ سے یکسر محروم ہے لاہور کی اصل ثقافت اندرون لاہور ہی نظر آتی ہے۔ جہاں چائے کے شانہ بشانہ سارا سال دودھ دہی لسی کھیر برفی اور ربڑی بھی چلتی نظر آتی ہے۔ زنانہ مردانہ لباس کے حوالے سے بھی جو ورائٹی لاہور میں دکھائی دیتی ہے وہ لاہور پر ایمان لانے والوں کو ایک معقول جواز مہیا کرتی ہیں۔ صبح صبح اندرون شہر جائیں دھوتی اور بنیان پہنے کئی

پنجاب میں خالص اور سستا ملتا ہے۔ اسی وجہ سے لاہوری مٹھائی کی مانگ پورے ملک ہی میں نہیں پوری دنیا میں ہے۔ کسی زمانے میں لاہور اور پورے پنجاب میں دودھ اور دہی یکساں نرخوں پر ملتا تھا۔ اللہ بھلا کرے کراچی کے ناگوریوں کا جن کی وجہ سے لاہوریوں کو یہ عذاب بھگتنا پڑا ہوا یہ ہم پیشہ دوستوں سے ملنے لاہور آئے اور انہیں جاتے جاتے یہ سبق دیتے گئے کہ تم لوگ بھی ہماری طرح دودھ اور دہی علیحدہ علیحدہ نرخوں پر بیچو نسلیں سنور جائیں گی۔ کمرشل دور میں ایسی کمرشل تجویز پر عمل کرنے سے کون انکار کرتا

جیسے ہی لاہوریے غم غلط کرنے کے لیے مضافات کا رخ کرتے ہیں تو ان کا استقبال عموماً ایسے بینرز سے کیا جاتا ہے:

لاہوری بھائیوں کی فرمائش پر

لاہوری بھائیوں پر ایسا برا وقت کم ہی آتا ہے جب انہیں "مون لائٹ" سے مناسب خوراک نہ مل رہی ہو۔ شہر لاہور کی تاریخ یہ بھی بتاتی ہے کہ اس شہر پر کبھی کوئی بڑی آفت نہیں آئی، کسی حملہ آور نے اسے تاراج نہیں کیا بلکہ ہوا یہ کہ حملہ آور یہاں صرف ستانے کو رکے، مزے مزے کے پکوان

پروگرام رول بیک ہوا۔ اس کے باوجود لاہوریوں کو پورے پاکستان میں سیاسی طور پر سب سے زیادہ باشعور سمجھا جاتا ہے۔ زیادہ تر سیاسی تحریکوں کا آغاز اسی شہر سے ہوا۔ لاہور میں زیر تعمیر "بلاول ہاؤس" اس کی تازہ ترین مثال ہے۔ پنجاب یونیورسٹی ایشیا کی قدیم ترین یونیورسٹی ہے اور اسی کی ڈگری دنیا بھر میں معتبر سمجھی جاتی ہے۔ یہاں سے فارغ التحصیل ہونا ہر طالب علم اپنے لیے ایک اعزاز سمجھتا ہے۔ جس کی دیواریں احسان دانش جیسے عظیم محنت کش شاعر نے اپنے ہاتھوں سے اٹھائیں۔ قیام پاکستان کے وقت لاہور پاکستان کا

میں فلم "ساکی بورگ" دیکھنے گیا۔"

اصل لاہوریا ہونے کی صورت میں آپ کو یہ جواب ملے گا:

"سرا کل میں ڈکشے پر بیٹھ کر گراؤن سینما میں فلم "سائیں بوزگ" دیکھنے گیا۔"

کسی زمانے میں لاہوریوں کے ہیرو پہلوان، ادیب، شاعر اور اداکار ہوا کرتے تھے اب صرف کرکٹر ہیں۔ عمران خان اور اس کی ٹیم کا بھارت سے ٹیسٹ اور ون ڈے سیریز (1987ء) اور ورلڈ کپ (1992ء) جیتنے پر لاہور شہر میں ایسا شاندار استقبال ہوا تھا جس کا

کروڑ پتی آپ کو واک اور مسواک ساتھ ساتھ کرتے ہوئے دکھائی دیں گے۔ ضروری نہیں کہ آپ کو یہ نظارہ گرمیوں ہی میں نظر آئے۔ کڑاکے کی سردی میں بھی ایسا کچھ نظر آجانا بعید از قیاس نہیں۔ نام کو تو نہاری، مٹھائی اور دوسرے پکوان آپ کو دیگر شہروں میں بھی مل جائیں گے۔ لیکن جو مزہ آپ کو لاہور کے گلی کوچوں میں بکنے والے کھانوں میں ملے گا وہ آپ بھول نہیں پائیں گے۔ گوشت ہمیشہ صحت مند جانور کا ہوگا اور مصالحے خالص ہونگے۔ مٹھائی کا بنیادی عنصر دودھ ہے جو دیگر صوبوں کے مقابلے میں پورے

ہے؟ سو لاہور میں بھی کراچی کی طرح دودھ اور دہی کے نرخوں میں فرق آگیا۔ اس اضافی آمدنی کا نتیجہ یہ نکلا کہ گجروں نے دھڑا دھڑ پنجابی فلمیں بنانا شروع کردیں۔ اب عالم یہ ہے کہ تقریباً ہر پاکستانی فلم کا فلم ساز کوئی گجر ہے۔ لاہوریے سیر سپاٹے کے لیے لاہور سے باہر کم ہی جاتے ہیں، زیادہ سے زیادہ مری، درہ خنجراب، بنکاک یا دوبئی تک چلے جاتے ہیں۔ لاہوریوں کی تفریح پر قدغن لگائی جائے تو مضافات فرشتوں کی طرح ان کی مدد کو آتے ہیں۔

کھائے، واپسی شہر سے قیمتی تحائف وصول کیے، تازہ دم فوجی اور گھوڑے اپنی فوج میں شامل کیے اور دلی کی راہ لی۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دور میں جاری کردہ بنیادی نصابی قاعدے کی بدولت، جس کی قیمت واجبی سی رکھی گئی تھی، اس شہر میں خواندگی کی شرح 80٪، 90٪ تک پہنچ گئی تھی لیکن انگریز حکومت کو مہاراجہ کی خواندگی بڑھانے کی یہ کوشش اچھی نہ لگی اور اس نے اعلان کروا دیا کہ بنیادی نصابی قاعدہ واپس کرنے والے کو ایک روپیہ (جو اس زمانے میں ایک بڑی رقم تھی) دیا جائے گا۔ یوں خواندگی بڑھانے کا یہ

سب سے بڑا شہر تھا۔ کراچی کے دارالحکومت قرار پا جانے سے لاہور رینکنگ میں دوسرے نمبر پر آگیا۔ یہ نمبر ایسا ہے جس میں تبدیلی کا خطرہ لاہور کو اگلے سو پچاس سال تک تو بالکل نہیں۔

نوجوان پتنگ باز بسنت منانے کے لئے اپنی موٹر سائیکلیں بھی فروخت کردیتے ہیں

لاہوریے پیدا ہی کھانے پینے اور موج اڑانے کے لئے ہوئے ہیں ملک میں پیدا ہونے والی جنوں کی آدھی فصل لاہور میں کھپ جاتی ہے جدید لاہور پرانے لاہور کی رنگ سے یکسر محروم ہے۔

صلاح الدین ایوبی 1138ء میں بغداد میں پیدا ہوئے۔ انکا اصل نام یوسف تھا اور کنیت ابوالمظفر تھی۔ ان کے والد کا نام نجم الدین تھا جو موصل کے امیر (عماد الدین زنگی) کے ملازم تھے۔ جب صلاح الدین ایوبی کی عمر آٹھ سال ہوئی تو انہی دنوں عماد الدین زنگی اپنے غلاموں کے ہاتھوں مارا گیا۔ اس وقت اس کے بیٹے نورالدین زنگی کو امیر منتخب کیا گیا۔ صلاح الدین ایوبی کے والد اور چچا نے بھی اس کی حمایت کی اور امیر مان لیا۔ جب نورالدین زنگی نے دمشق فتح کر لیا تو شام بھی اس کی ماتحتی میں آگیا۔ یوں صلاح الدین ایوبی کا زیادہ تر وقت دمشق ہی میں گزرا۔ آپ بچپن ہی سے دلیر اور بہادر تھے، عقل مند اور بہت زیادہ پرہیزگاری بھی تھے۔

صلاح الدین ایوبی نے اکتوبر 1187ء میں جب بیت المقدس فتح کیا تو وہاں کے لوگوں کے ساتھ جو اچھا برتاؤ کیا وہ تاریخ کا حصہ ہے۔ سلطان ایوبی کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر وہاں کے بے شمار عیسائی مسلمان ہوگئے وہاں کے لوگ پہلے ہی عیسائی شہزادے (گاڈفرے) کی قتل و غارت گری اور لوٹ مار سے کافی تنگ تھے۔ جبکہ صلاح الدین ایوبی نے عیسائی مذہب کے پیروکاروں کو نہ صرف مال و متاع اپنے ساتھ لیکر جانے دیا بلکہ بے شمار قیدیوں کی رہائی کیلئے اپنی جیب سے فدیہ بھی دیا۔ جب شاہ انگلستان بیمار ہوا تو صلاح الدین نے شاہی طبیب کو پھل وغیرہ دے کر علاج کیلئے بھیجا۔ اسی طرح ایک دفعہ عیسائی عورت کا بچہ گم ہوگیا تو سلطان نے اپنی فوج کو اس کی تلاش میں لگا دیا اور بچہ مل جانے پر اسے اس کی ماں کے حوالے کروایا۔ صلاح الدین ایوبی نے فلسطین، اسرائیل، لبنان، شام اور مصر پر بھی حکومت کی۔ وہ صلیبی جنگوں کا عظیم فاتح، عظیم سپاہ سالار اور بہادر حکمران تھا۔

1193ء میں اس کی وفات کے بعد جب اس کی ذاتی اشیا کا تخمینہ لگایا گیا تو ان میں ایک گھوڑا، ایک زرہ، ایک تلوار ایک دینار اور 36 درہم کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔

اللہ تعالیٰ ایسے انصاف پرور اور دیانتدار حکمران کی مرقد پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور اسے جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین۔

از طارق عاصی وہاڑی

زندگی

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک گاؤں میں ایک کسان فاروق رہتا تھا۔ وہ بہت ہنسی خوشی زندگی بسر کر رہا تھا۔ اس کے تین بچے تھے ایک لڑکا اور دو لڑکیاں۔ لڑکے کا نام فاروق تھا۔ ایک لڑکی کا نام فاطمہ اور دوسری کا نام عائشہ تھا۔ بچوں میں سب سے بڑی فاطمہ تھی جس کی عمر تقریباً 10 سال تھی اور اس کے بعد احمد جس کی عمر 4 سال تھی اور اس کے بعد عائشہ تھی جس کی عمر 1 سال تھی۔ فاطمہ اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کا بہت خیال رکھتی تھی۔

تینوں بھائی بہنوں کا آپس میں بہت پیار تھا۔ فاطمہ بڑی ہونے کی وجہ سے سب سے لاڈلی تھی لیکن اس کے باوجود وہ ضدی نہ تھی۔ فاروق شام کو اپنے گھر آتا تو سب سے پہلے فاطمہ اس کے انتظار میں کھڑی ہوتی اور اپنے ننھے ننھے ہاتھوں میں گلاس لئے ہوتی وہ سب بہت ہنسی خوشی زندگی بسر کر رہے تھے کہ اچانک اس گاؤں میں بہت قحط آ گیا۔ کئی ماہ تک بارش نہ ہوئی۔ بارش نہ ہونے کی وجہ سے کوئی فصل پیدا نہ ہوئی جس کی وجہ سے خوراک کی قلت پڑ گئی جب فاروق اپنے گھر آیا تو اس کے ہاتھوں میں کھانے کیلئے کچھ نہ تھا۔ فاروق کی بیوی نے فاروق سے کہا کہ گھر میں کھانے کو کچھ نہیں ہے۔

میں نے آج بھی بچوں کو خالی پانی پلا کر سلا دیا ہے اور انہیں یہ سہارا دیا ہے کہ جب وہ سو کر اٹھیں گے تو کھانے کو مل جائے گا۔ ہم تو بھوک برداشت کر سکتے ہیں مگر بچے کب تک بھوک برداشت کر سکیں گے کچھ نہ کچھ تو انتظام کرنا پڑے گا۔ یہ باتیں سن کر فاروق رو پڑا اور بولا میں بہت مجبور ہوں کیا کروں کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ اب تو کھانے کیلئے کچھ بھی نہیں گھاس پھوس بھی نہیں بچا۔

ننھی فاطمہ جو ان کی باتیں سن رہی تھیں ان کی باتیں سن کر رونے لگی اور صبح ہونے کا انتظار کرنے لگی۔ جونہی ہلکی سی روشنی ہوئی وہ گھر سے باہر نکلی اور کھیتوں کی طرف چلدی اور کھیت میں بیٹھ گئی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اے اللہ میاں میرے امی ابو کی پریشانی دور کر دے تو تو بچوں کی دعا سنتا ہے نا میری بھی دعا سن لے یہ کھیت دوبارہ سے سرسبز کر دے۔ میرے اللہ میاں میری دعا سن لے اور وہ زار و قطار رونے لگی کچھ لمحے بعد پانی کا قطرہ زمین پر گرا اور اس کے بعد یکے بعد دیگرے بہت سے قطرے زمین پر گرنے لگے۔ اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور خدا کا شکر ادا کیا جونہی وہ گھر پہنچی موسلا دھار بارش شروع ہو گئی کھیت سیراب ہو گئے چندہی دنوں میں فصلیں تیار ہو گئی خودرو پودے اگ آئے۔ خوراک کی کمی دور ہو گئی اور زندگی پھر لوٹ آئی۔

نور العین۔ میلسی

انٹرویو

نام: محمد جعفر سامی

عمر: 13 سال

کلاس: 7Th

مشغلہ: بٹن اکٹھے کرنا

س: آپ کو یہ شوق کیسے پیدا ہوا؟

ج: میری 2 بڑی بہنیں جنہوں نے مریم فاطمہ 15,000 چابی چھلے، شہر بانو جس نے 15,000 اخباری کارٹون کئے۔ الحمد اللہ یہ پاکستان میں نمبر 1 ریکارڈ ہولڈر ہیں ان دونوں بہنوں کے اخبارات اور ٹی وی چینل میں انٹرویو دیکھ کر مجھے بھی شوق پیدا ہوا کہ میں بھی کوئی مشغلہ اپناؤں میں نے اپنے والد صاحب سے کہا کہ میں بھی کوئی شوق اپنانا چاہتا ہوں۔ چونکہ بٹنوں کا ہمارا خاندانی کاروبار ہے تو والد صاحب نے مجھے بٹن اکٹھے کرنے کی طرف راغب کیا۔ الحمد اللہ ایک سال کی قلیل مدت میں اپنے شوق کو ایک منزل تک پہنچایا۔

س: اب تک آپ کتنے بٹن اکٹھے کر چکے ہیں؟

ج: الحمد اللہ 25,000 مختلف سائزوں اور ڈیزائنوں میں موجود ہیں۔

س: ان بٹنوں کو کیسے محفوظ کیا؟

ج: ان کو محفوظ کرنے کیلئے مجھے والد صاحب نے فائلز لا کر دیں۔ ہر بٹن کو اس کے سائز اور ورائٹی کے لحاظ سے علیحدہ علیحدہ چسپاں کیا۔

س: اب تک کتنی البم بٹنوں کیلئے استعمال ہو چکی ہیں؟

ج: 50 البم۔

س: کتنے بٹن اکٹھے کرنے کا ٹارگٹ ہے؟

ج: 5 لاکھ بٹن اکٹھے کرنے کا ٹارگٹ ہے۔

س: اس ٹارگٹ کو کتنی مدہ میں اکٹھے کر سکیں گے؟

ج: میں انشاء اللہ 5 سال میں اس ٹارگٹ کو مکمل کرنے کی کوشش کروں گا۔

س: آپ کے مشغلے کا ہدف کیا ہے؟

ج: میں انشاء اللہ اپنا اور اپنے ملک کا نام گنیز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں درج کروانا چاہتا ہوں۔

س: آپ کے پاس کن کن سائز کے بٹن ہیں؟

ج: میرے پاس 4 1 لائن سے 56 لائن تک کے بٹن ہیں۔

س: آپ کے پاس کس کس ملک کے بنے ہوئے بٹن ہیں؟

ج: میرے پاس ملک عزیز پاکستان، چین، تائیوان، جاپان، تھائی لینڈ اور امریکہ کے بنے ہوئے بٹن ہیں۔

س: آپ کے پاس کس کس میٹریل کے بٹن ہیں؟

ج: Wood, Coconut, Shell, Plastic, ABS, Buffalo Horn, Cow Horn, Polyester, Acralic, Rod, Chalk, Metal

س: آپ نے یہ بٹن کیسے حاصل کئے؟

ج: جیسا کہ میں اوپر جواب دے چکا ہوں کہ بٹنوں کا ہمارا خاندانی کاروبار ہے۔ والد صاحب نے اپنے دوست امپورٹر اور مینوفیکچر حضرات سے لے کر مجھے دیے۔

س: آپ کے مزید مشغلے کیا ہیں؟

ج: کمپیوٹر اور مطالعہ کرنا۔

س: آپ کی آئیڈیل شخصیت کون ہیں؟

ج: میری آئیڈیل شخصیت بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح ہیں جن کی محنت کی بدولت یہ ملک حاصل ہوا ہے۔

س: آپ اپنے ہم عمر بچوں کو کوئی پیغام دینا چاہتے ہیں؟

ج: میں اپنے ہم عمر ساتھیوں کو یہ کہنا چاہوں گا کہ وہ اپنی تعلیم پر خوب توجہ دیں اور فارغ اوقات میں کوئی صحت مند مشغلہ اپنائیں اور اپنے ملک کا نام روشن کریں۔

محمد امین

مشکلات کا حل

اللہ تعالیٰ کے جتنے نام ہیں ہر نام کے پڑھنے یا وظیفہ کرنے سے مشکلات کا حل اور بیماریوں سے شفا ملتی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے تین اسمائے حسنیٰ اس میں موجود ہیں۔

اللہ۔ رحمٰن۔ رحیم

روایات حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے مروی ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے زمین سے ایسا کاغذ اٹھایا جس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا تھا اس نے اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک کی تعظیم کرتے ہوئے اس وجہ سے اٹھایا کہ اس کی بے حرمتی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا نام صدیقین کی فہرست میں لکھ دیا جاتا ہے اور اس کے والدین پر چاہے وہ مشرک ہی کیوں نہ ہوں عذاب ہلکا کر دیا جاتا ہے۔

حضرت بشر حافی رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے مشہور ولی اللہ گزرے ہیں۔ آپ کی توبہ کا ذکر یوں ہے کہ ایک دن آپ جوانی کے خمار میں مست جا رہے تھے کہ آپ نے راہ میں ایک کاغذ کا ٹکڑا گرا ہوا دیکھا آپ نے اسے ادب سے جھک کر اٹھایا اسے پڑھا تو اس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا تھا۔ آپ نے اسے چوما اسے عطر لگا کر ایک پاکیزہ جگہ پر رکھ دیا۔ اسی رات جب آپ سوئے تو خواب میں آپ نے یہ بشارت سنی آواز آئی۔

اے بشر تو نے میرے نام کو معطر کیا۔ مجھے قسم ہے اپنی عزت و جلال کی میں تیرے نام کی مہک دنیا و آخرت میں پھیلاؤں گا اور جو تیرا نام سنے گا اسے دلی راحت ملے گی۔ حضرت بشر نے جب یہ بشارت سنی تو اسی وقت اپنی آزاد منش طبیعت سے توبہ کی اور زہد و تقویٰ کا راستہ اختیار کیا اور پھر وہ وقت آیا کہ آپ کے نام کی مہک ہر سو عالم میں پھیل گئی یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کی تعظیم کی بدولت حضرت بشر کو حاصل ہوا۔

اسمائے حسنیٰ کی برکات وخواص

یا اللہ

خداوند تعالیٰ کا ذاتی اسم مبارک ہے اس کے بے شمار خواص ہیں۔ بے شمار امراض سے شفا کا باعث یہ اسم پاک ہے۔ اگر کسی کو سر میں درد، کمر سینہ یا پسلی میں درد کی شکایت پیدا ہو جائے تو دوسرا شخص باوضو حالت میں درد کے مقام پر سات مرتبہ (یا اللہ) انگشت شہادت سے بغیر سیاہی کے لکھے دن میں پانچ یا سات مرتبہ اس عمل کے کرنے سے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے درد رفع ہو جائے گا۔

اگر کسی کو مرض نسیان لاحق ہو اور وہ بھول جانے کی عادت میں مبتلا ہو یا کسی بچے کا ذہن کند ہو ایسی صورت میں طاق دنوں کے حساب سے یعنی 5 دن 7 دن، 11 دن یا 21 دن ہر روز صبح نہار منہ تازہ پکی ہوئی روٹی پر باوضو حالت میں سات مرتبہ انگشت شہادت سے یا اللہ لکھیں اور کھالیں انشاء اللہ بھولنے کا عارضہ جاتا رہے گا اور ذہن میں وسعت پیدا ہوگی۔

یا رحمٰن

اس اسم مبارک میں 298 اعداد ہیں اور یہ اسم جمالی ہے اس اسم مبارک کی صفت مہربانی کی ہے اس اسم پاک کا ورد کرنا کئی امراض سے شفا بخشتا ہے اور بے شمار مسائل کا حل اس کے ورد میں پایا جاتا ہے۔ اگر کوئی مرض کی شدت کی وجہ سے بے ہوش ہو جائے تو دوسرا شخص باوضو حالت میں مریض کے سرہانے بیٹھ کر تین سو مرتبہ اس اسم پاک کو پڑھے تو اس سے بے ہوش مریض جلد ہوش میں آ جائے گا۔

اگر کسی کو آشوب چشم کا عارضہ لاحق ہو اور آنکھیں بہت سخت دکھتی ہوں تو ظہر کا وقت شروع ہونے سے پہلے باوضو ہو کر ایک گلاس پانی لیں اور قبلہ روح بیٹھ کر اکتالیس مرتبہ اس اسم مبارک کو پڑھیں اور پانی پر دم کریں اس کے بعد اس پانی میں سلائی ڈبو کر ہر آنکھ میں سات سات مرتبہ سلائی پھیریں تین یوم تک اس عمل کو کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ آشوب چشم کا عارضہ جاتا رہے گا۔

یا رحیم

اس اسم مبارک میں 257 اعداد ہیں اور یہ جمالی اسم مبارک ہے اس کی صفت رحم کی ہے۔ یہ اسم مبارک بھی بے شمار مشکلات کا حل ہے اس کے ورد سے بہت سے مصائب دور ہو جاتے ہیں۔ اگر میاں بیوی میں ناراضگی ہو اور شوہر اپنی بیوی سے سخت ناراض ہو تو ایسی صورت میں 101 مرتبہ اس اسم مبارک کو باوضو ہو کر پڑھیں اور کسی میٹھی چیز پر دم کر کے شوہر کو کھلائیں انشاء اللہ نرم ہو جائے گا۔ چند یوم اس عمل سے شوہر اور بیوی میں صلح ہو جائے گی۔

جریان کے مرض کو رفع کرنے کیلئے یہ اسم مبارک انتہائی شافی ہے۔ نماز فجر کے بعد باوضو حالت میں 101 مرتبہ یہ اسم مبارک پڑھ کر ایک کپ پانی پر دم کریں اول و آخر درود پاک پڑھیں اور پھر اس پانی کو نہار منہ پی لیں چند یوم کے اس عمل سے انشاء اللہ مرض میں افاقہ ہوگا اور مرض جاتا رہے گا۔

یا ملک

اس اسم مبارک کے اعداد 90 ہیں اور یہ اسم پاک جلالی ہے اس کے اندر بے شمار خواص مضمر ہیں اگر کوئی شخص ہر روز نماز فجر اور نماز مغرب کے بعد یا ملک القدوس 21-21 مرتبہ پڑھ لے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ کبھی کسی گندی بیماری مثلاً بواسیر ناسور اور سوزاک وغیرہ میں مبتلا نہ ہوگا اگر کوئی تنگ دست ہر نماز کے بعد بکثرت اس اسم مبارک کو پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی تنگدستی دور ہو جائے گی اگر کوئی خلائق میں مشہور ہونا چاہے اور عزت و مرتبہ کا طالب ہو تو اسے بھی ہر نماز کے بعد اول و آخر درود شریف پڑھ کر (یا ملک القدوس) 101 مرتبہ پڑھنا چاہیے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کے عزت و مرتبہ میں اضافہ ہوگا۔ نفسیاتی خواہشات کو دبانے کیلئے اس اسم پاک کا ورد کرنا بہت مفید ہے۔

اگر کوئی خواب میں ڈرتا ہو تو اور سوتے میں چونک کر اٹھ جاتا ہو ایسی صورت میں رات کو سونے سے پہلے باوضو ہو کر (یا ملک القدوس) پڑھتے ہوئے سو جائے انشاء اللہ سکون سے سوئے گا۔

یا قدوس

اس اسم مبارک میں 170 اعداد ہیں۔ بے شمار خواص کا حامل ہے یہ اسم پاک ہے اگر کسی کو بخار چڑھا ہوا ہو تو ہر نماز کے بعد ایک کپ پانی پر 21 مرتبہ اس اسم مبارک کو پڑھ کر دم کریں اور پی لیں آفاقہ ہوگا۔ باوضو لازمی ہونا چاہیے اگر کوئی کسی سے عداوت رکھتا ہو اور اس کا دل کسی طرح صاف نہ ہوتا ہو تو ایسی صورت میں کسی میٹھی چیز پر 170 مرتبہ اس اسم مبارک کو پڑھ کر دم کریں اور اسے کھلا دیں اس کے دل میں محبت کا جذبہ پیدا ہوگا۔

سفر کی حالت میں بکثرت اس اسم مبارک کا ورد کرنے سے سفر کی صعوبتیں اثر انداز نہیں ہوتیں اور تھکن کا احساس جاتا رہتا ہے۔ بری عادات سے چھٹکارا پانے کیلئے ہر نماز کے بعد ایک تسبیح اس اسم مبارک کی پڑھنے سے شیطانی وسوسوں اور گندے تصورات سے خلاصی مل جاتی ہے۔ دشمن سے مقابلہ میں ثابت قدم رہنے کیلئے اسم مبارک کا بکثرت پڑھنا بہت فائدہ ہے اس سے خود اعتمادی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

جناب چیف ایڈیٹر (ماہنامہ وہاڑی ٹائمز)

آداب میرا مشورہ یہی ہے کہ میگزین چھاپئیں اس کیلئے بہت سے مراحل جاتے ہیں جس سے ایک ماہ گزر جاتا ہے۔

ایک صفحہ اس کا رکھیں۔ اسمائے حسنیٰ سے بیماریوں کا علاج۔ پریشانیوں کا حل۔

خط لکھ کر اسمائے حسنیٰ سے اپنی بیماریوں کا علاج کریں اور پریشانیوں سے چھٹکارا حاصل کریں۔

خط اس پتہ پر لکھیں۔

اسمائے حسنیٰ

حافظ محمد طیب C/O ماہنامہ (وہاڑی نیوز)

67 کمرہ نمبر 1 نزد غلہ منڈی کلب روڈ وہاڑی

E.MAIL=

فرمانِ الٰہی

اس کتاب میں مریم کا بھی واقعہ بیان کر۔ جبکہ وہ اپنے گھر کے لوگوں سے علیحدہ ہوکر مشرقی جانب آئیں۔(16) اوران لوگوں کی طرف سے پردہ کرلیا، پھر ہم نے اس کے پاس اپنی روح (جرائیل علیہ السلام) کو بھیجا پس وہ اس کے سامنے پورا آدمی بن کر ظاہر ہوا۔(17)۔یہ کہنے لگیں میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو کچھ بھی اللہ سے ڈرنے والا ہے۔(18) اس نے جواب دیا کہ میں تو اللہ کا بھیجا ہوا قاصد ہوں، تجھے ایک پاکیزہ لڑکا دینے آیا ہوں (19) کہنے لگیں بھلا میرے ہاں بچہ کیسے ہوسکتا ہے؟ مجھے تو کسی انسان کا ہاتھ تک نہیں لگا اور نہ میں بدکار ہوں۔(20) اس نے کہا بات تو یہی ہے، لیکن تیرے پروردگار کا ارشاد ہے کہ وہ مجھ پر بہت ہی آسان ہے ہم تو اسے لوگوں کے لیے ایک نشانی بنادیں گے اور اپنی خاص رحمت، یہ تو ایک طے شدہ بات ہے۔(21)۔پس وہ حمل سے ہوگئیں اور اسی وجہ سے وہ یکسو ہوکر ایک دور کی جگہ چلی گئیں۔(22)۔ پھر دردِزہ اسے ایک کھجور کے تنے کے نیچے لے آیا، بولی کاش! میں اس سے پہلے ہی مرگئی ہوتی اور لوگوں کی یاد سے بھی بھولی بسری ہوجاتی۔(23) اتنے میں اسے نیچے سے ہی آواز دی کہ آزردہ خاطر نہ ہو، تیرے رب نے تیرے پاؤں تلے ایک چشمہ جاری کر دیا ہے۔(24) اوراس کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلا، یہ تیرے سامنے تروتازہ پکی کھجوریں گرا دے گا۔(25) اب چین سے کھاپی اور آنکھیں ٹھنڈی رکھ، اگر تجھے کوئی انسان نظر پڑ جائے تو کہہ دینا کہ میں نے اللہ رحمٰن کے نام کا روزہ مان رکھا ہے۔ میں آج کسی شخص سے بات نہ کروں گی۔(26) اب حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو لیے ہوئے وہ اپنی قوم کے پاس آئیں۔ سب کہنے لگے مریم تو نے بڑی بری حرکت کی۔(27) اے ہارون کی بہن! نہ تو تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی۔(28) مریم نے اپنے بچے کی طرف اشارہ کیا۔ سب کہنے لگے کہ لو بھلا ہم گود کے بچے سے باتیں کیسے کریں؟"(29) بچہ بول اٹھا کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب عطا فرمائی اور مجھے اپنا پیغمبر بنایا ہے۔(30) اور اس نے مجھے بابرکت کیا ہے جہاں بھی میں ہوں، اوراس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے جب تک بھی میں زندہ ہوں۔(31) اور اس نے مجھے اپنی والدہ کا خدمت گزار بنایا ہے اور مجھے سرکش اور بدبخت نہیں کیا۔(32) اور مجھ پر میری پیدائش کے دن اور میری موت کے دن اور جس دن کہ میں دوبارہ زندہ کھڑا کیا جاؤں گا، سلام ہی سلام ہے۔(33) یہ ہے صحیح واقعہ عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کا، یہی ہے وہ حق بات جس میں لوگ شک و شبہ میں مبتلا ہیں۔(34) اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد کا ہونا لائق نہیں، وہ تو بالکل پاک ذات ہے، وہ تو جب کسی کام کے سرانجام دینے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے کہہ دیتا ہے کہ ہوجا، وہ اسی وقت ہوجاتا ہے۔(35) میرا اور تم سب کا پروردگار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ تم سب اسی کی عبادت کرو، یہی سیدھی راہ ہے(36)

حدیث

حدیث اس خبر کو کہتے ہیں جس میں حضور ﷺ کے کسی قول، عمل، یا تقریر کا ذکر ہو۔ تقریر سے مراد کسی قول یا عمل کی تصدیق و تثبیت ہے۔ یعنی حضور ﷺ کے سامنے کسی صحابی نے کوئی بات کی یا کہی ہو، اور آپ ﷺ نے اعتراض نہ فرمایا ہو۔

اقسام حدیث

حدیث کی مشہور اقسام یہ ہیں۔

1- مرفوع: جس میں حضور ﷺ کے قول وعمل کا ذکر ہو۔
2- موقوف: جس میں کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے قول وعمل کا ذکر ہو۔
3- مقطوع: جس میں کسی تابعی کے قول وعمل کا ذکر ہو۔ مرفوع میں سلسلہ اسناد حضور ﷺ تک جاتا ہے، موقوف میں صحابی تک اور مقطوع میں تابعی تک۔
4- متصل: جس کا سلسلہ اسناد مکمل ہو، کوئی راوی ساقط ہو، اور نہ مجہول الحال۔
5- مرسل: جس کا راوی کوئی تابعی ہو، لیکن اس صحابی کا ذکر نہ کرے، جس نے حضور ﷺ سے روایت کی تھی۔
6- صحیح: جس کے تمام راوی عادل ہوں، سند متصل ہو اور کسی دیگر صحیح حدیث سے متصادم نہ ہو۔
7- متواتر: جس کے راوی اتنے زیادہ ہوں کہ کذب پر ان کا اجتماع محال نظر آئے۔
8- ضعیف: جس میں صحیح کی شرائط موجود نہ ہوں
9- حسن: صحیح ضعیف کے بین بین۔
10- موضوع: جس کا راوی کاذب یا مشتبہ ہو۔
11- منکر: جس کا مضمون، صحیح یا حسن سے متصادم ہو۔
12- شاذ: جس کے راوی تو ثقہ ہوں لیکن کسی ایسی حدیث سے ٹکرا رہی ہو جس کے راوی ثقہ تر ہوں۔
13- معطل: جس میں صحت کی تمام شرائط موجود ہوں لیکن ساتھ ہی کوئی ایسا عیب بھی ہو جسے صرف ماہرین فن کی آنکھ دیکھ سکے۔
14- غریب: جس کے سلسلہ اسناد میں کوئی راوی رہ گیا ہو۔
15- مستفیض: (یا مشہور) جس کے راوی تین سے کم نہ ہوں۔
16- امالی: وہ حدیثیں جو شیوخ اپنے شاگردوں کو املا کرائیں۔
17- مسلسل: جس کی سند میں راوی ایک ہی قسم کے الفاظ استعمال کریں۔
18- محکم: جو محتاج تاویل نہ ہو۔
19- قوی: حضور ﷺ کا قول جس کے بعد آپ ﷺ نے آیت بھی پڑھی ہو۔
20- اثر: کسی صحابی یا تابعی کا قول وعمل۔
21- خاص: کسی خاص صورت میں حضور ﷺ کا خاص فیصلہ
22- ناسخ: حضور ﷺ کی زندگی کے آخری حصے کے اقوال۔
23- منسوخ: حضور ﷺ کی ابتدائی زندگی کے اقوال۔

اصطلاحات

1- صحابی: جس نے حضور ﷺ کی صحبت سے فیض اٹھایا ہو۔
2- تابعی: جو کسی صحابی کا فیض یافتہ ہو۔
3- تبع تابعی: جو کسی تابعی کا فیض یافتہ ہو۔
4- امام: وہ عالم جو حدیث، فقہ، تفسیر اور دیگر علوم اسلامیہ میں یکساں مہارت رکھتا ہو۔
5- حافظ: جسے ایک لاکھ احادیث یاد ہوں۔
6- حجت: جسے تین لاکھ احادیث یاد ہوں۔
7- حاکم: جسے تمام احادیث متون واسناد سمیت معلوم ہوں۔
8- تعدیل: کسی راوی کے اوصاف بیان کرنا۔
9- جرح: کسی راوی کے عیوب بیان کرنا۔

اقسام کتب احادیث

1- الجامع: جس میں زندگی کے تمام مسائل یعنی ایمان، عقائد، فرائض خمسہ، جہاد، معاملات، اخلاق، بشارت، فتن، علامات قیامت، سیر، مناقب وغیرہ پر احادیث موجود ہوں مثلاً صحیح بخاری، مسلم، ترمذی وغیرہ۔
2- سنن: جس میں ترتیب احادیث ابواب فقہ کے مطابق ہو۔ جیسے ابوداؤد، ابن ماجہ وغیرہ کی سنن۔
3- مسند: جس میں ہر صحابی کی احادیث بہ ترتیب ہجایا کسی اور ترتیب سے یکجا درج ہوں۔ جیسے مسند احمد و داری وغیرہ۔
4- معجم: جس میں احادیث کا اندراج شیوخ کے لحاظ سے ہو، یعنی ہر استاد سے سنی ہوئی احادیث الگ الگ درج ہوں، اور شیوخ کا ذکر بہ ترتیب ہجا ہو۔
5- جزء: جس میں صرف ایک مسئلہ یا موضوع (مثلاً صبر، شکر، ذکر وغیرہ) کی احادیث ہوں۔
6- کچھ ایسے مجموعے بھی ہیں جو مراسیل، مسلسلات وغیرہ کہلاتے ہیں اوران کی تعریفیں اوپر گزر چکی ہیں۔
7- اربعین: چالیس احادیث کے مجموعے، ان کی تعداد ایک سو کے قریب ہے۔

نماز کے فوائد

☆ جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کی اس نے کفر کیا۔
☆ حشر کے روز سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔
☆ نماز مومن کی معراج ہے۔
☆ نماز دین کا ستون ہے۔
☆ نماز دین کا ستون ہے جس نے اس کو گرادیا اس نے گویا دین کو گرادیا۔
☆ رسول پاک ﷺ کو جب سخت مشکل پیش آتی تو آپ ﷺ نماز میں پناہ لیتے۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، پانچوں نمازیں جمعہ کی نماز اور دوسرے جمعہ تک اور رمضان دوسرے رمضان تک یہ سب بیچ کے اوقات میں سرزد ہونے والے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں۔ اگر بندہ کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔

نماز

☆ روزی لاتی ہے۔ صحت عطا کرتی ہے۔ معصیت دور کرتی ہے۔
☆ بیماریوں سے نجات دیتی ہے۔ دل کو تقویت پہنچاتی ہے۔
☆ ہے چہرہ کو نور بخشتی ہے۔ نفس کو فرحت عطا کرتی۔
☆ سستی دور بھگاتی ہے۔ جسم میں چستی پیدا کرتی ہے۔
☆ قوائے جسم کو دوبالا کرتی ہے۔ سینہ روشن کرتی ہے۔
☆ روح کو غذا دیتی ہے۔ دل کو منور کرتی ہے۔
☆ نعمت کی حفاظت کرتی ہے۔ عذاب رفع کرتی ہے۔
☆ برکت لاتی ہے۔ شیطان سے دور کرتی ہے۔
☆ فحاشی سے روکتی ہے۔ برائیوں سے منع کرتی ہے اور رحمٰن کے قریب کرتی ہے۔

اولاد پر والدین کے حقوق

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:۔

والدین کا حق کبھی نہیں چکایا جاسکتا ہاں ایک صورت ہے کہ والدین کسی کے غلام ہوں تو انہیں خرید کر آزاد کردیا جائے (مسلم)

اس کی ناک خاک آلود ہوئی اس کی ناک خاک آلود ہوئی اس کی ناک خاک آلود ہوئی۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ کس کی، فرمایا' جس نے ماں باپ کو یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے میں پایا اور پھر بھی جنت میں داخل نہ ہوا (مسلم)

رب کی رضا والد کی رضا میں ہے اور رب کی خفگی والد کی خفگی میں ہے (ترمذی)

احسان جتانے والا اور والدین کا نافرمان اور دائمی شراب پینے والا جنت میں داخل نہیں ہوں گے (نسائی)

اگر تمہارے والد تمہیں اہل اور دنیا سے نکل جانے کا حکم دیں تب بھی ان کی نافرمانی نہ کرو۔

تین دعائیں فوری قبول ہوتی ہیں

مظلوم کی دعا مسافر کی دعا والد کی دعا بیٹے پر (ترمذی)

نماز کے بعد خدمت والدین کا درجہ اور اس کے بعد جہاد کا درجہ ہے (ریاض الصالحین)

والد جنت کا دروازہ ہے تو چاہے تو اس دروازے کا دھیان رکھے یا ضائع کر دے (ترمذی۔ابن ماجہ)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ چاہے تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے سوائے والدین کی نافرمانی کے

خاکسار
عرفان محبوب خان یوسف زئی
خادم۔ مدینہ لائبریری فون نمبر
042-5813899

نعت رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

زباں شیریں سخن ہے کس کی یہ مدح سرائی ہے
لبوں پہ آج میرے مصطفیٰ کی یاد آئی ہے

خدا خود آپ پڑھتا ہے درود پاک آقا پر
یہی مقصود ہے معروف اس میں کل خدائی ہے

یہ کل عالم بنانا زیب و زینت ساری دنیا کی
فقط یہ مصطفیٰ کے واسطے تونے بنائی ہے

محمد مصطفیٰ کے معجزے سے چاند دو ٹکڑے
اشارہ ہی کیا ہے صرف انگلی ہی اٹھائی

بتایا ہے سارے عالم کو فقط ہے لاشریک اللہ
میرے آقا نے وحدت کی جہاں کو راہ دکھائی ہے

زمانہ معترف سارا تیرے خلق عظیمی کا
شتربانوں کے ہاتھوں میں جہاں کی رہنمائی ہے

جہاں ظلمت کا قبضہ تھا اندھیرا ہی اندھیرا تھا
نگاہ مصطفیٰ بارش ادھر رحمت کی لائی ہے

تیری ہے امتیاز عزت شہہ والا کی نسبت سے
خوشا قسمت تو نازاں ہو غلام مصطفائی ہے

امتیاز وہاڑی

معزز قارئین آپ سے التماس ہے کہ آپ لکھیں اور اپنی تحریر
ہمیں بھیجیں ہم آپ کی تحریر شائع کریں گے۔
نئے لکھاریوں کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔

ایڈیٹر
ماہنامہ
وہاڑی ٹائمز لاہور۔

تقدیر بدلنے کے دعویدار

تحریر:۔ امتیاز احمد خان

یورپ کے اردو اخبارات میں شائع ہونیوالے عملیات کے اشتہارات نے یہاں کے پڑھے لکھے طبقے کو بھی گمراہ کر رکھا ہے۔ اخبارات کے پورے صفحات پر شائع ہونے والے ان گمراہ کن اشتہارات سے اخبار والوں کی روزی وابستہ ہے۔ جوں جوں زمانہ ترقی کرتا جا رہا ہے لوگ ڈپریشن اور عجیب وغریب مسائل کا شکار ہوتے جا رہے ہیں۔ سکون قلب، قناعت، توکل اللہ سے محروم بدنصیب افراد کی وجہ سے معالجوں، عاملوں، نجومیوں اور پیروں فقیروں کے کاروبار چمک رہے ہیں۔ یورپ میں مقیم پاکستانی بھی ایسے شعبدہ بازوں کی جیبیں "یورو" سے بھرتے رہتے ہیں۔ لوکل اردو اخبارات میں شعبدہ بازوں کے چھپنے والے اشتہارات کچھ یوں ہوتے ہیں کام نہ ہونے کی صورت میں ایک لاکھ "یورو" نقد انعام اُلو کے خونی تعویذ سے زندگی اور موت جلالی جنات عملیات تعویذات کا منہ بولتا جلالی کرشمہ، ہر کام جسے آپ ناممکن سمجھتے ہیں دو تین دن میں ممکن بنا دیا جاتا ہے صرف ایک فون کال آپکی ہر ناکامی اور مایوس زندگی کو خوشیوں میں بدل سکتی ہے۔

مسلمان عاملین تو در کنار یہاں مقیم ہندو بابوں سے بھی فیض حاصل کیا جا رہا ہے۔ ہندو بابوں کے اشتہارات آپکا بچھڑا ہوا ساتھی چند دنوں میں واپس آسکتا ہے فون کر کے جوتشی بابا سے مدد حاصل کریں اس قسم کی سہولیات سے عورتیں فائدہ اٹھا سکتی ہیں جبکہ مرد حضرات اپنی بیویوں کے گھر سے چلے جانے کی صورت میں سکھ کا سانس لیتے ہیں۔ جوتشی بابا کا مقصد بھی عورتوں کو متوجہ کرنا ہے۔ آپ جو مقدمہ جیتنا چاہتے ہیں جوتشی بابا سے رجوع کریں پاکستان کی کورٹ کچہریوں میں ان بابوں کو بٹھا دیا جائے تو ملک میں بے انصافی کا مسئلہ حل ہو جائے۔ بابوں نے امیگریشن کے مسئلے بھی حل کر دیے ہیں۔ دعویٰ ہے کہ یورپی نیشنلٹی حاصل کرنے کیلئے پیر شاہ صاحب سے رابطہ کریں۔ یہ جعلی بابے علم اور جنات کا کاروبار بھی کرتے ہیں اور کالے علم اور سفلی کی کاٹ کے بھی دعویدار ہیں۔ پیشہ ور عاملوں نے اناڑی افراد کیلئے موکلات حاصل کرنے اور عامل بنانے والی اکیڈمیاں بھی قائم کر رکھی ہیں۔ جہاں بھاری فیس وصول کر کے شیطانی علوم کی تربیت دی جاتی ہے۔

ایک بابا اپنے اشتہار میں لکھتا ہے کہ ہالینڈ میں ایک لڑکے کو کسی ہندو لڑکی سے محبت ہو گئی جبکہ وہ ہندو لڑکی اپنا مذہب ترک کرنے پر تیار نہ تھی۔ بابے کے سفلی عمل نے ایک گھنٹے میں اس لڑکی کو مسلمان بنا دیا۔ اس بابے سے درخواست ہے کہ وہ صدر بش کی طرف توجہ فرمائیں ایک گھنٹہ نہ سہی ایک برس ہی لگا دیں اور بش کو مسلمان بنا دیں تا کہ وائٹ ہاؤس والے بش کو بھی دہشت گرد کہہ سکیں۔

عملیات کا مذہب شیطان ہے اور ایسے لوگوں کی مدد حاصل کرنے والے بھی شیطان ہیں۔ عاملوں کے اشتہارات میں یہ بات بھی واضح طور پر رقم ہوتی ہے کہ لمحوں میں تقدیر کو بدل دیا جاتا ہے۔ اپنی غربت، بیماری، لاچاری میں تبدیلی لانے سے بے بس افراد دوسروں کی تقدیر بدلنے کے دعوے دار ہیں۔ ہر انسان اچھی یا بری تقدیر کے ساتھ پیدا ہوتا ہے۔ تقدیر لکھنے والا چاہے تو بندے کی تقدیر بدل سکتا ہے۔ پاکستان کی تقدیر بدلنے والا کوئی بابا منظر عام پر آجائے تا کہ قائداعظم کی روح کو سکون مل سکے۔ پاکستان کی تباہی میں صرف امریکہ کا ہی نہیں اس ملک کے اندر بیٹھے ہوئے شعبدہ بازوں کا بھی بہت بڑا دخل ہے۔ سانپ کے کاٹنے کا حل ہے جبکہ جعلی پیروں، شعبدہ باز، عاملوں کے کاٹے کا کوئی علاج نہیں۔ غیر شادی شدہ خواتین بھی ان بابوں کی امید پر اچھے رشتوں کی منتظر ہیں۔

رپورٹ کے مطابق ایشیائی خواتین میں شادی کی شرح یورپ میں سب سے زیادہ برطانیہ میں ہے۔ ایک مطلقہ خاتون نے بتایا کہ فلاں بابے نے بتایا تھا کہ فلاں شخص ہی تمہارے مقدر میں ہے اسی سے شادی کر لو کچھ عرصہ بعد طلاق ہو گئی عورت نے بابے کو بتایا کہ اس کی ساس نے اسکا گھر تباہ کر ڈالا ہے۔ بابے نے عذر پیش کیا کہ اس نے اس خاتون کے شوہر کے بارے حساب نکالا تھا اسکی ماں کے بارے نہیں۔ عاملوں اور شعبدہ بازوں کے در کے چکر لگانے والیوں کو تاکید ہے کہ وہ اپنی تقدیر کا زائچہ نکلواتے وقت سسرال والوں کا حساب نکلوانا مت بھولا کریں۔ شوہر کی ملازمت کا حساب کتاب بھی نکلوا لینا چاہیے۔ ایک عامل نے بتایا کہ کسی کے حالات کی مناسبت سے مردار جانور، عورت کے ناپاک خون سے بھی تعویذ لکھے جاتے ہیں۔

سانپ کے کاٹے کا حل ہے جبکہ جعلی پیروں، شعبدہ باز، عاملوں کے کاٹے کا کوئی علاج نہیں۔ غیر شادی شدہ خواتین بھی ان بابوں کی امید پر اچھے رشتوں کی منتظر ہیں۔

مختلف مسائل کا توڑ مختلف طریقوں سے کیا جاتا ہے۔ اللہ کے بجائے عاملوں پر توکل کرنے والے بے ضمیر اور گمراہ افراد کو شرم سے ڈوب مرنا چاہیے۔ ایسے لوگ انسان کہلانے کے حق دار نہیں۔ کسی شخص کی گردن کاٹ کر دولت حاصل کرنا اور جائز طریقے سے روزی کمانے کے فرق کو جاننا ضروری ہے۔ تقدیر پر بحث کرنا اکثر اوقات انسان کو خدا کا گناہ گار بنا دیتا ہے۔ جبکہ تقدیر بدلنے کے دعویداروں کو بے نقاب کرنا اسکے بندوں پر احسان ہے۔ انسان نہیں جانتا کہ اسکا غلط فیصلہ اسکی زندگی کو جنت سے جہنم بنا ڈالے یا کوئی صحیح قدم بدبختی کو خوش بختی میں تبدیل کر دے زندگی کے ہر موڑ پر خوشیاں اور آسانیاں تلاش کرنے والے غلط اور ناجائز راستوں کا انتخاب کر کے زندگی کو مزید آزمائش میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ بڑے بڑے کامیاب انسانوں کو انکی اولاد نے لمحوں میں ناکام بنا دیا۔ تقدیر بنانے والے کے سامنے دست دعا ہی مصائب کو آسانیوں اور پریشانیوں کو خوشیوں میں بدل سکتا ہے۔ انسان کو اپنی تقدیر پر قانع ہونا چاہیے، شارٹ کٹ اختیار کرنے سے بے سکونی اور تکالیف میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ مال جان اور ایمان کا نقصان ہوتا ہے۔ دوسروں کی خوشیاں اور جیتے جیتے گھر اجاڑ کر اپنی دنیا و آخرت برباد کرنے والا مفلس اور بدبخت انسان ہے۔ بڑی محرومیاں لکھی گئیں اس کے مقدر میں وہ راہی جو درختوں سے چرا کے لے گیا سایہ

سکون قلب، قناعت، توکل اللہ سے محروم بدنصیب افراد کی وجہ سے معالجوں، عاملوں، نجومیوں اور پیروں فقیروں کے کاروبار چمک رہے ہیں۔ یورپ میں مقیم پاکستانی بھی ایسے شعبدہ بازوں کی جیبیں "یورو" سے بھرتے رہتے ہیں

ایک بابا اپنے اشتہار میں لکھتا ہے کہ ہالینڈ میں ایک لڑکے کو کسی ہندو لڑکی سے محبت ہو گئی جبکہ وہ ہندو لڑکی اپنا مذہب ترک کرنے پر تیار نہ تھی بابے کے سفلی عمل نے ایک گھنٹے میں اس لڑکی کو مسلمان بنا دیا۔ اس بابے سے درخواست ہے کہ وہ صدر بش کی طرف توجہ فرمائیں ایک گھنٹہ نہ سہی ایک برس ہی لگا دیں اور بش کو مسلمان بنا دیں تا کہ وائٹ ہاؤس والے بش کو بھی دہشت گرد کہہ سکیں۔

ایک عامل نے بتایا کہ کسی کے حالات کی مناسبت سے مردار جانور، عورت کے ناپاک خون سے بھی تعویذ لکھے جاتے ہیں۔

گوادر پاکستان کا مستقبل

مارچ 2002ء کے دوسرے ہفتہ پرل کانٹی نینٹل ہوٹل کراچی میں گوادر پاکستان کا مستقبل عنوان سے ایک سیمینار کا اہتمام کیا اس سیمینار کے انعقاد کا بنیادی مقصد ایشیا کی سب سے بڑی بندرگاہ کی اہمیت اور افادیت پر روشنی ڈالنا تھا تا کہ مستقبل قریب میں اہالیان پاکستان اس بندرگاہ کے ثمرات سے پوری طرح استفادہ کر سکیں اور بندرگاہ کی راہ میں حائل رکاوٹوں اور وسائل کے حل کیلئے جامع منصوبہ بندی کی جاسکے۔ اس وقت پوری دنیا کی نظریں گوادر بندرگاہ پر مذکور ہیں محب صادق پاکستانی تو گوادر کو پاکستانی معیشت میں انقلاب آفرین قرار دے رہیں ہیں اور کچھ ناعاقبت اندیش ا بندرگاہ پر بھی اپنی سیاسی دوکانداری چمکانے کیلئے اس کی مخالفت پر تلے ہوئے ہیں اور گوادر کیا ہے۔

گوادر کے لفظی معنی ہوا کے دریچے کے ہیں۔ گوادر اپنے قدرتی حسن اور جغرافیائی اہمیت کی وجہ سے عالمی سرمایہ کاروں، تجارتی کمیونٹی اور دنیا بھر کے ممالک کی توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے۔ چھ سو کلو میٹر طویل ساحل پر مشتمل ڈسٹرکٹ گوادر تاریخی طور پر بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ تاریخی اعتبار سے گوادر سلطنت قلات کا حصہ رہا ہے۔ مگر جب سلطان مسقط کے بھائی نے خاندانی تنازعہ کے نتیجے میں خان آف قلات کی پناہ حاصل کی تو خان آف قلات نے گوادر شہر اور اُس سے پیدا ہونے والے محصولات کو سلطان کے بھائی کے سپرد کر دیا تا کہ وہ یہاں اپنے قیام کے اخراجات کو پورا کر سکے۔ اس دور ہی میں گوادر کو فری پورٹ کی حیثیت حاصل ہو گئی تھی۔ حکومت پاکستان 1958ء میں گوادر کو عمان سے واپس حاصل کر لیا تھا لیکن اس عرصہ میں گوادر اور بلوچستان کی پسماندگی میں کوئی فرق نہ آیا۔ موجودہ حکومت نے جس تیز رفتاری سے میگا پراجیکٹ اور ترقیاتی کاموں کا آغاز کیا ہوا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ گوادر کے مغرب میں خلیج فارس اور آبنائے ہرمز ہے جہاں ایران سمیت عرب ملکوں کے تیل بردار ہزاروں جہاز سالانہ گزرتے ہیں۔ یوں گوادر سمندری اعتبار سے بحرہ عرب ہی نہیں بلکہ خلیج فارس آبنائے ہرمز ہے اور بحرہ ہندہ میں تجارتی اور جغرافیائی نقطے پر واقع ہے جہاں خطے کی توانائی کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے آنے والے تیل کے ٹینکروں کو اپنی منزل تک پہنچنے کیلئے راستے سے گذرنا پڑتا ہے گوادر اپنے جغرافیائی محل وقوع کے لحاظ سے انتہائی موزوں مقام پر واقع ہے۔ جغرافیائی نقطہ نظر سے جہازی گذرگاہ کے دہانے پر واقع ہے جہاں سے دنیا کے کم وبیش 60 فیصد تیل گزرتا ہے گوادر کا دوبئی سے فاصلہ 500 سمندری میل ہے۔ گوادر سے استفادہ کر سکنے کی صورت میں ایک بحری جہاز اپنا فاصلہ طے کرنے کیلئے اضافی 30 گھنٹے درکار ہوتے ہیں اور بھاری اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں۔

گوادر ڈیپ سی پورٹ مکمل ہونے کی صورت میں چین سمیت وسطی ایشیا Land Locked ممالک کو سمندر سے مختصر ترین راستے سے منسلک کرے گا۔ حکومت نے شاہراہوں کا ایک وسیع جال کی تعمیر کا آغاز کیا ہے۔ گوادر تو ڈیرہ موٹروے۔ گوادر چمن روڈ اور افغانستان ایران ریلوے کے ایک منصوبے حکومت کے اقدامات کا واضح ثبوت ہیں۔ بالائیں ہم کراں ہی نہیں بلکہ دنیا کے بڑے شہروں کی فہرست میں شامل ہو چکا ہے۔ قدرتی وسائل سے مالا مال بلوچستان میں سرمایہ کاری کے وسیع امکان موجود ہیں۔ پاکستان ایک ایسا ملک ہے جس کے پاس قدرت کے عطیات وافر مقدار میں موجود ہیں ہم ایک باصلاحیت قوم ہیں ہماری نصف صدی اُس کی گواہ ہے کہ ہم نے انتہائی کم عرصے میں زندگی کے کئے شعبوں میں بے مثال ترقی کی ہے۔

انوسٹرز فورم کے چیئرمین سرمد جان نے کہا کہ گوادر پورٹ ہمارے لیے اور آنے والی نسلوں کیلئے خدا کا عطیہ ہے گوادر کی تعمیر وترقی کیلئے جو لوگ مصروف عمل ہیں وہ مبارک باد کے مستحق ہیں انہوں نے کہا کہ انوسٹرز کیلئے جو لوگ مصروف عمل ہیں۔

جناح سٹی گوادر کے چیف ایگزیکٹو منصور احمد نے کہا کہ ہم نے گوادر کی اہمیت اور افادیت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ہی جناح سٹی گوادر کے نام سے عظیم منصوبہ اپنے وسائل سے مکمل کیا انہوں نے کہا کہ ہم نے وعدے کے مطابق ترقیاتی کاموں کا آغاز کر دیا ہے۔ ہم انشاء اللہ گوادر کی تعمیر وترقی میں بھرپور کردار ادا کرتے رہیں گیں۔

تقریب کے مہمان خصوصی صوبائی وزیر ثقافت وگوادر پورٹ شیر خان بلوچ نے کہا کہ گوادر کو 35 سال پہلے تعمیر ہونا چاہیے تھا صرف صدر مشرف نے ہی 57 سال بعد بلوچستان کی ترقی کیلئے منظم پالیسی بنائی ہے۔ انہوں نے کہا کہ بہت جلد گوادر پورٹ کو جہاز رانی کیلئے کھول دیا جائے گا۔

خواتین کا جج بننا غیر اسلامی ہے
مصر کے جج کا فیصلہ

(انٹرنیشنل ڈیسک)

قاہرہ میں ایک جج نے کہا ہے کہ عورتیں جج نہیں بن سکتیں کیونکہ اُنہیں اکیلے میں غیر مردوں کے ساتھ وقت گزارنا پڑتا ہے جو کہ اسلام کی تعلیمات اور شریعت کے خلاف ہے۔ اُن کے مطابق "ایک عورت کو جب جج کے طور پر کام کرنا پڑتا ہے تو اُس کو کسی وقت اپنے چیمبر میں اکیلے ایک یا دو مرد وکیلوں سے ملنا پڑتا ہے۔ کیا یہ مناسب ہے؟" اُنہوں نے یہ بھی کہا" کہ عورت کسی وقت حمل سے ہوتی ہے تو کیا ایسی صورت میں اُس کا بہت سے غیر مردوں کے سامنے آنا مناسب ہے۔ اور یہ عدالت کے وقار کے منافی ہے کہ ایک جج ایسی حالت میں عدالت میں آئے۔" "بچے کی پیدائش بھی اُن کیسوں پر اثر انداز ہوسکتی ہے جو وہ سُن رہی ہو۔"

Rani Mukhar G